THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, the November 13, 2023
(333rd Session)
Volume X, No.06
(Nos.01-12)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume X	SP.X(06)/2023
No.06	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran…... 1
2. Fateha.. 2
3. Leave of Absence 2
4. Introduction of [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2023] 6
5. Introduction of [The Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) (Amendment) Bill, 2023] 8
6. Introduction of [The Pakistan Council for Science and Technology (Amendment) Bill, 2023] 9
7. Motion under Rule 218 moved by Senator Sardar Muhammad Shafiq Tareen regarding the decision of the Federal Government to expel the Afghan Refugees from Pakistan on a very short notice 10
   - Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister for Interior12
   - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 13
   - Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition................. 15
   - Senator Mushtaq Ahmed 18
   - Senator Hidayat Ullah 22
   - Senator Saadia Abbasi.. 25
   - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House....................... 26
   - Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri 33
   - Senator Manzoor Ahmed.. 35
   - Senator Dilawar Khan 39
   - Senator Abida Azeem 41
   - Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui 42
   - Senator Molvi Faiz Muhammad.. 45
   - Senator Muhammad Humayun Mohmand.. 48
   - Senator Umer Farooq.. 51
   - Senator Naseema Ehsan 54
   - Senator Kamran Murtaza 56
   - Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister for Interior59
8. Privilege Motion moved by Senator Naseebullah Bazai regarding the misconduct of President, National Bank of Pakistan 64
   - Senator Muhammad Tahir Bizinjo 66
   - Senator Sardar Muhammad Shafiq Tareen... 67
   - Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House....................... 68
   - Senator Kamil Ali Agha 69
   - Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister of Interior70
9. Privilege Motion moved by Senator Faisal Saleem Rehman regarding the misconduct of Director General, Civil Aviation Authority 71
10. Privilege Motion moved by Senator Taj Haider regarding the misconduct of SHO Police Station Saddar Karachi 72
11. Introduction of [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 2023] 74

12. Motion under Rule 218 moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding the mushrooming of the social media apps offering online interest based loans in the country... 75
    - Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister for Interior78
13. Resolution moved by Senator Dilawar Khan calling upon the Apex court to reconsider its decision regarding trials of civilians under the military courts with reference to 9th May incidents 80

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Monday, the November 13, 2023

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten past three in the afternoon with Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ
الطَّيِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾ وَ لَا
يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾

ترجمہ: (لوگو) جب تک اللہ ناپاک کو پاک سے الگ نہ کردے گا مومنوں کو اس حال میں جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ اور اللہ تم کو غیب کی باتوں سے بھی مطلع نہیں کرے گا۔ البتہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جسے چاہتا ہے انتخاب کرلیتا ہے تو تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور اگر ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کروگے تو تم کو اجر عظیم ملے گا۔ جو لوگ مال میں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے بخل کرتے ہیں وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں۔ (وہ

اچھا نہیں) بلکہ ان کے لیے برا ہے۔ وہ جس مال میں بخل کرتے رہے ہیں قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔ اور آسمانوں اور زمین کا وارث اللہ ہی ہے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو معلوم ہے۔

(سورۃ آل عمران: آیات 179تا180)

Fateha

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ میری سینیٹر مشتاق صاحب سے گزارش ہے کہ وہ خیبر پختونخواسے ہمارے Caretaker Chief Ministerکا انتقال ہوا ہے ، ان کے لئے اور ٹانک میں ہمارے پولیس کے ایس ایچ او اور تین جوان شہید ہوئے ہیں، مہربانی کرکے ان کے لئے دعا کریں۔

(اس موقع پر شہداء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب چیئرمین: ہماری Hindu community کے لئے پورے Senate of Pakistan کی طرف سے Happy Diwali کا پیغام ہے۔.Leave Applications

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر زرقا سہروردی تیمور صاحبہ نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر آج مؤرخہ 13اور 14نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق صاحب بیرون ملک ہونے کی بنا پر مؤرخہ 02تا11نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر دوست محمد خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مؤرخہ 10تا24نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے بیرون ملک ہونے کی بنا پر مؤرخہ 10 تا 14 نومبر کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر عمر فاروق صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مؤرخہ 10 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی کامران مرتضیٰ صاحب۔ کامران صاحب! جلدی جلدی کیونکہ آگے ایجنڈا بھی بڑا لمبا ہے اور آج Private Members' Day بھی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی جناب، ہم سارے Election Act, Section 230 کی بات کرتے ہیں۔ اس حوالے سے دو معاملات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ ایک تو وزیر اعظم صاحب نے کہیں چلتے چلتے کسی ایجنسی کے کسی Head کو extension دینے کی بات کی ہے اور کیا وہ نگران حکومت کے purview میں آتی ہے؟ ایک سوال تو آپ کے سامنے یہ رکھ رہے ہیں۔ بھلے چاہیے تو ان سے جواب لے لیجئے گا کہ یہ نگران حکومت کے purview میں آتی ہے یا نہیں، Section 230 اس کو cover کرتا ہے؟ خواجہ آصف والا کیس 2013 سپریم کورٹ page 1200 something، cover کرتا ہے، کیا اس کو cover کرتا ہے کہ نہیں کرتا؟ ایک سوال یہ ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ بلوچستان کے ساتھ ایک اور ظلم ہونے جارہا ہے۔ یہ mineral کے حوالے سے ایک ministry بنا رہے ہیں اور وہ صرف mineral کے معاملات کو look after کرے گی۔ کیا ادھر باقی کوئی کسر رہ گئی ہے، باقی کو چھوڑ دیا ہے؟ باقی اس کی mineral کی وزارت بھی بنالیں اور اس کو لے آئیں۔ میں نے اس دن بھی ایک تعزیت کی تھی، ایک تعزیت میں 18th Amendment کے خالقوں سے کرنا چاہتا ہوں، رضا صاحب آج نہیں آئے ہیں، ان سے بھی ایک تعزیت کر لیتا ہوں کہ اس طرح سے اگر آپ کے اختیارات لینے ہیں اور اس طرح سے اگر صوبے کے حقوق پر ڈاکے ڈالنے ہیں تو پھر اس House of the

Federation کو بند کرتے ہیں۔ ہم بلوچستان والے کم از کم اپنے گھروں کو جاتے ہیں۔ آپ ادھر mineral کی وزارت بنا لیجئے۔ پھر اگر بنانی بھی ہو، فرض کر لیجئے کہ بڑی قیامت آ رہی ہے، بنانے کی ضرورت بھی پیش آ گئی ہے تو پھر elected government نے کیا کرنا ہے؟ یہ elected government کے سارے کام کیا اس caretaker set up نے کرنے ہیں؟ یہ دو معاملات تو ہو گئے ہیں ملک کے حوالے سے، ایک کوئٹہ کے حوالے سے، میرے بھائی نے بھی یہ کہا، میں آپ کے پاس اس لئے آیا بھی تھا کہ کوئٹہ میں، اس دن طاہر صاحب ڈاکٹر شاکر اللہ کی بات کر رہے تھے کہ ان کی موت کی ذمہ داری کس پر ہے، یہ سارا کچھ کس طرح ہوا۔

اب بات یہ ہے کہ کوئٹہ کی بلیلی چیک پوسٹ سے اگر کسی کو اٹھا لیا جائے، میں وہی نصیب اللہ اچکزئی کی بات کر رہا ہوں۔ اٹھا کر کون لے گئے ہیں، وہ آپ کو بھی پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے، ایوان کے اکثر ممبران کو جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں کم از کم ان کو پتا ہے۔ اس کے بعد اٹھا کر لے جایا جائے، اور وہ وردی میں ملبوس لوگ ہوں، ان کے ساتھ علاقے کا ایس ایچ او ہو۔ اور یہ کسی elected آدمی کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد اس کو کئی گھنٹے تک اپنی حراست میں رکھا جائے اور بعد میں چھوڑ دیں۔ پھر جان اچکزئی صاحب کی statement آ جائے کہ اس کو پولیس نے چھڑوا لیا ہے۔ جناب، یہ تو بڑے ہی افسوس کی بات ہے۔ اس سے بڑا ظلم مزید کیا ہو گا کہ کوئٹہ شہر کی نکڑ سے لوگوں کو اٹھانے لگ گئے ہیں۔ پہلے تو suburb سے کسی کو اٹھایا جاتا تھا۔ اب کوئٹہ شہر سے اگر آپ لوگوں نے اٹھانا ہے اس کے بعد اٹھانا بھی یونیفارم والے لوگوں نے اور پھر اپنے پاس رکھ کر اس طرح سے چھوڑنا ہے۔ اس طرح سے زیادتی نہ کریں۔ پہلے ہی لوگ وہاں پر بہت جلے ہوئے ہیں اور اس کے بعد یہ چیزیں برداشت نہیں ہوں گی جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین: عمر صاحب! آپ نے بھی کچھ کہنا ہے؟

سینیٹر عمر فاروق: چیئرمین صاحب! شکریہ۔ جناب، چمن ہمارا ایک district ہے جو بارڈر کے بالکل قریب ہے۔ پچھلے پچیس دن سے پورے چمن شہر کے لوگ وہاں پر دھرنا دیئے بیٹھے ہیں، پورا چمن شہر وہاں بیٹھا ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں ہماری آج کی interim Government نے پاسپورٹ لاگو کیا ہے کہ آپ کو پاسپورٹ کے تحت جانا اور آنا ہو گا جو ایک غلط فیصلہ ہے۔ یہ جیسے کامران صاحب نے کہا ہے کہ interim Government کا کام ایسے

فیصلہ کرنا نہیں ہے۔ یہ فیصلے، پچھتّر سال سے جب سے پاکستان بنا ہے وہاں implement نہیں ہوئے۔ وہاں آپ کے ڈیورنڈ لائن کے معاہدے میں یہ ذکر ہے، چمن ایک ایسا علاقہ ہے، ہمارے باقی ممبران کو پتا نہیں ہوگا کہ ہم جب بھی ٹی وی پر اس کے دلائل سنتے ہیں تو لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ ہاں یہ ٹھیک کہہ رہا ہے کہ پاسپورٹ کے ذریعے جانا چاہیے۔ایک ملک میں لوگ پاسپورٹ کے بغیر کیوں آتے ہیں؟

جناب! یہ ایک گاؤں چمن شہر میں ہے اور اس کا قبرستان افغانستان میں بارڈر کے، ڈیورنڈ لائن کی دوسری طرف ہے۔کچھ ہمارے لوگوں کے گاؤں اس طرف ہیں۔ ایک چچازاد بھائی ادھر رہتے ہیں ان کے قبرستان پاکستان میں ہیں۔ یہ قریبی علاقہ ایک دوسرے کے ساتھ ہے اور اس چمن شہر میں صرف مٹی کے پہاڑ ہیں، نہ وہاں فیکٹریاں ہیں، نہ وہاں زراعت ہے، وہاں کچھ نہیں ہے۔ ان کا روزگار اسی بارڈر سے وابستہ ہے۔ پچھتّر سال سے یہیں ان کا آنا جانا ہے اور ڈیورنڈ معاہدے میں یہ لکھا گیا ہے کہ وہ آپ آپس میں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ، Business لینا ہے۔

سینیٹر عمر فاروق: جناب، پچیس دن سے ہزاروں لوگ بیٹھے ہیں، پورا شہر بیٹھا ہے۔ ہم تو یہی کہتے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ کا business ہے اس کے بعد آپ اس پر بات کرلیں۔

سینیٹر عمر فاروق: جناب! اس کو ہمارے لئے رکھ دیں، وہاں تو آج تک کوئی آیا نہیں ہے۔ کسی نے اس پر بات نہیں کی۔ میں floor پر ان کی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نہیں مانتے، پاسپورٹ کے ذریعے ہمارے لوگ وہاں جائیں اور نہ وہاں سے آئیں گے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ issue سینیٹر صاحبہ نے جمعے والے دن اٹھایا تھا۔ میں پہلے ایجنڈا لے لوں، اس کے بعد کرلیں ۔ ہم نے پہلے ہی اس matter کو کمیٹی کو refer بھی کیا تھا۔

سینیٹر عمر فاروق: ٹھیک ہے، شکریہ۔

Mr. Chairman: Order No. 2, Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur, Dr. Zarqa. Not present, deferred. Order No. 4, Senator Samina Mumtaz Zehri, Senator

Samina Mumtaz Zehri. Not present, deferred. Order No. 6, honourable Senators Naseebullah Bazai, Faisal Saleem Rehman and Kauda Babar. Who is going to move Faisal Saleem Sahib or Bazai Sahib? Yes, Bazai Sahib.

Introduction of [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2023]

Senator Naseebullah Bazai: Thank you Sir. I, Senator Naseebullah Bazai, on behalf of Senators Faisal Saleem Rehman and Kauda Babar, move for leave to introduce a Bill further to amend the Banking Companies Ordinance, 1962 [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2023].

جناب ! میں اس بینک کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں نیشنل بینک کے بارے میں آپ نے ایک کمیٹی بنائی، میں نے یہی چیز اٹھائی۔۔۔۔

جناب چیئرمین : وہ بعد میں لے رہے ہیں، ایجنڈے میں ہے۔۔۔

سینیٹر نصیب اللہ بازئی : نیشنل بینک کے بارے میں۔۔۔

جناب چیئرمین : جی وہ بعد میں لے رہے ہیں۔ ابھی بل کا پوچھ رہے تھے، اس کو refer کرتے ہیں۔

Is it opposed? Honourable Minister for Finance, please.

یا کمیٹی کو بھجوادیں۔

محترمہ شمشاد اختر (نگران وزیر برائے خزانہ) : میرا خیال ہے کہ آپ کمیٹی کو بھی بھجوا سکتے ہیں لیکن یہ ایک longstanding issue رہا ہے، یہ section 27 (b), یہ Banking Companies Ordinance, 1962. Official position ہے کہ

it does not prohibit the union activities. It was introduced in 1997 to protect the companies, banks against uncalled for union activities. There were several activities that took place,

جس سے بینکوں کو بہت نقصان ہوا۔ اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ان بینکوں کو politicize نہ کیا جائے۔ اب ان بینکوں نے بہت اچھی delivery کی ہے۔ ہم نے اس پر وزارت قانون سے بھی opinion لی تھی، it does not prohibit اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی نہیں ہے۔

It has also been advised that under Article 74 of the Constitution of Pakistan any Bill pertaining to the constitution or functions of the State Bank of Pakistan shall not be introduced or moved in the Majlis-e-Shoora (Parliament), except by or with consent of the Federal Government. We would like to submit.....

جناب چیئرمین: میڈم! یہ Money Bill ہے نہیں، اس پر تو clear ہے۔ جی بتائیں، کمیٹی کو بھیج دیں، کیا کریں؟ میڈم! کمیٹی میں discussion کر لیں، وہاں experts بھی آ جائیں گے۔

محترمہ شمشاد اختر: جی بالکل صحیح ہے، کر لیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No. 7, honourable Senators Naseebullah Bazai, Faisal Saleem Rehman and Kauda Babar. Yes, Naseebullah Bazai Sahib, please move Order No. 7.

Senator Naseebullah Bazai: I, Senator Naseebullah Bazai, on behalf of Senators Faisal Saleem Rehman and Kauda Babar, introduce the Bill further to amend the Banking Companies Ordinance, 1962 [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill as introduced, stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 8, honourable Senator Mian Raza Rabbani. Not

present, deferred. Order No. 10, honourable Senator Fawzia Arshad sahiba. Not present, deferred. Order No. 12, honourable Senator Shahadat Awan, please move Order No. 12.

Introduction of [The Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) (Amendment) Bill, 2023]

Senator Shahadat Awan: Sir, I, Senator Shahadat Awan, move for leave to introduce the Bill further to amend the Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) Act, 1957 [The Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Honourable Minister, is it opposed? Yes, Sarfraz Bugti sahib.

Senator Sarfraz Ahmed Bugti (Minister for Interior): To oppose honourable Senator Shahadat Awan Sahib,

یہ نہیں ہو سکتا جناب۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No. 13, yes, Senator Shahadat Awan, please move Order No. 13.

Senator Shahadat Awan: Sir, I, Senator Shahadat Awan, introduce the Bill further to amend the Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) Act, 1957 [The Pakistan Names and Emblems (Prevention of Unauthorised Use) (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill as introduced, stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 14, Senator Samina Mumtaz Zehri, Senator Samina Mumtaz Zehri. Not present, deferred. Order No. 16, Senator Samina Mumtaz Zehri, Senator Samina Mumtaz Zehri. Not present, deferred. Order No. 18, honourable Senator Shahadat Awan, please move Order No. 18.

Introduction of [The Pakistan Council for Science and Technology (Amendment) Bill, 2023]

Senator Shahadat Awan: Sir, I, Senator Shahadat Awan, move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Council for Science and Technology Act, 2017 [The Pakistan Council for Science and Technology (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: Honourable Minister for Science and Technology, is it opposed? آپ کے پاس ہے؟

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: نہیں جناب! میرے پاس تو نہیں ہے، on his behalf ہم اسے oppose نہیں کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. Order No. 19, honourable Senator Shahadat Awan, please move Order No. 19.

Senator Shahadat Awan: Sir, I, Senator Shahadat Awan, introduce the further to amend the Pakistan Council for Science and Technology Act, 2017 [The Pakistan Council for Science and Technology (Amendment) Bill, 2023].

Mr. Chairman: The Bill as introduced, stands referred to the Standing Committee concerned. Order No. 20, honourable Senator Samina Mumtaz Zehri, honourable Senator Samina Mumtaz Zehri sahiba. Not present, deferred. Order No. 22, Senators Sardar Muhammad Shafiq Tareen, Muhammad Tahir Bizinjo and Hidayatullah Khan. Who is going to move it? Yes, Shafiq Tareen sahib, please move the motion.

Motion under Rule 218 moved by Senator Sardar Muhammad Shafiq Tareen regarding the decision of the Federal Government to expel the Afghan Refugees from Pakistan on a very short notice

سینیٹر سردار محمد شفیق ترین: شکریہ، جناب چیئرمین! میں نےاور میرے ساتھیوں نےآج ایکmotion moveکیاہے، یہ افغان مہاجرین کے حوالے سے ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: اس پر ویسے مشتاق صاحب نے بھی motion دیاتھا، ان کا نام بھی includeکرلیں۔جی۔

سینیٹر سردار محمد شفیق ترین: پورا ایوان اس پر بات کرلے، ہمارے سارےساتھی اس پر openly بات کریں، discussion کرلیں۔ حکومت نے ایک action لیاہواہے، افغان مہاجرین کوواپس بھجوارہے ہیں۔ آج ہمارے بلوچستان کے وزیر بھی پریس کانفرنس کررہے تھےاور بتارہے تھے کہ یہ لوگ رضاکارانہ طور پر جارہے ہیں۔ بالکل رضاکارانہ طور پر کوئی نہیں جارہا۔ اور یہ الفاظ جو استعمال کیےجارہے ہیں “Afghan Nationals and Afghan Refugees”اس میں تھوڑافرق واضح ہوناچاہیے۔ یہاں جو رہ رہے ہیں، وہ سب Afghan Refugeesکے نام پر آئے ہیں۔ افغانستان میں چالیس، پینتالیس سال سےجنگ چھڑی ہوئی ہے، یہ مہاجرین آرہے ہیں اور جارہے ہیں، کچھ آرہے ہیں اور کچھ جارہے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمارا اختلاف اس بات پر ہے کہ انہوں نے کم وقت دیاہواہےاور ان کے ساتھ جو غیر انسانی سلوک ہورہاہے، یہ بالکل ناقابل برداشت ہے۔ بلوچستان بہت زیادہaffect ہورہاہے، خیبر پختونخوا متاثر ہورہاہے،لوگ ان سے جائیدادیں زبردستی لے رہے ہیں۔ان کے ہمسائے

کہہ رہے ہیں کہ آپ یہ گھر نہیں بیچ سکتے، یہ آپ نے ہمیں دینا ہے کیونکہ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ پھر یہ کہ اس جائیداد کا rate ہم نے fix کرنا ہے، ابھی پیسے نہیں ہیں، آپ جائیں، ہم آپ کو بعد میں پیسے بھجوادیں گے۔

جناب! ہمارا mining کا کاروبار ان ہی افغانیوں سے چل رہا ہے۔ کوئلے کے mines شاہ رگ، ہرنائی، سبی، دُکی اور چمالنگ میں ہیں۔ مسلم باغ میں کرومائیٹ کا کاروبار یہی لوگ چلارہے ہیں۔ ہمارے کاروبار پر بہت زیادہ اثر ہوگا، ہماری معاشی حالت بہت خراب ہو گی۔ جناب چیئرمین! جو لوگ باہر America, Germany میں رہ رہے ہیں، یہی افغانی ہیں ان کے نام پر یہاں پیسے آرہے ہیں، ہمارے ملک کی condition اس وقت مالی طور پر جو خراب ہے وہ اور بھی خراب ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! پچھلے دنوں ہم دکی گئے تھے لوگ بازاروں اور گلیوں میں لوگوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، ان کی زبردستی پکڑ دھکڑ شروع ہے، ان کے گھروں میں گھس کر انہیں نکال رہے ہیں، ہماری زمینداری بلوچستان کوئٹہ سے لے کر پشتون علاقوں تک ہے، مستونگ، وڈھ اور بیلا تک ہماری زمینداری 90% بلکہ 80% یہی لوگ کر رہے ہیں۔ ہمیں ایسا لگ رہا ہے جیسے سوچی سمجھی سازش کے تحت ہمارے علاقوں کو خراب کیا جارہا ہے۔ ادھر چمن بارڈر بند کیا ہوا ہے لوگ دھرنے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ادھر افغانیوں کے نام پر عام پشتونوں کو کراچی میں اور سندھ کے دوسرے چھوٹے شہروں میں، یہاں اسلام آباد اور پنڈی میں اور لاہور کی مارکیٹوں میں لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں، ان کے شناختی کارڈ پکڑے جارہے ہیں، ان کے کارڈ کاٹے جارہے ہیں، ایک خوف کا عالم ہے۔ آپ یقین کریں ہمارے علاقوں میں ایسے ہو کا عالم بنا ہوا ہے، لوگ خوف کی وجہ سے گھروں سے نہیں نکل رہے، اس پر حکومت کو نظر ثانی کرنی چاہیے، لوگوں کو وقت دینا چاہیے، یہ جو طریقہ ہے بالکل غلط ہے، short time دیا ہوا ہے، ان سردیوں میں بچے اور عورتیں افغانستان میں کہاں رہائش اختیار کریں گے، جب تک ان کا وہاں پر کوئی بندوبست نہ ہو، اپنا business نہ سمیٹیں، اپنا گھر نہ بیچیں اور اپنا کاروبار ختم نہ کریں۔ ایک چھوٹی سی گزارش یہ تھی، کامران صاحب نے بھی بات کی، ہماری پارٹی کے رہنما نصیب اللہ اچکزئی پچھلے دنوں بلیلی سے دن دہاڑے اغوا ہو گئے تھے پھر رات کو انہیں چھوڑ دیا گیا، اگر آپ اس پر بھی رپورٹ منگوالیں اور ہماری سارے ایوان سے گزارش ہو گی جو بڑی پارٹیاں ہیں، وہ بھی afghan refugees کے معاملے پر بات کریں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: وفاقی وزیر برائے داخلہ کچھ بات کرنا چاہتے ہیں، معزز وزیر برائے داخلہ۔

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: جناب چیئرمین! میں ایک۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں وہ صرف ایک چیز کہہ رہے ہیں کہ clarify کردوں بعد میں windup کریں گے۔

Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister for Interior

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: یہ چھوٹی سی ایک correction ہے، not more than two seconds.

جناب چیئرمین: وہ correction کرنا چاہ رہے ہیں باقی وہ windup کریں گے۔

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: My humble suggestion is that اس motion پر بالکل debate کرنی چاہیے لیکن اس میں ایک بڑی غلطی ہے، یہ جو motion آیا ہے، اس میں ہم نے جو لفظ منتخب کیا ہے کہ afghan refugees یا کسی بھی refugees کا لفظ ہے، جناب والا! Refugees کے against کسی بھی قسم کا کوئی crackdown نہیں ہو رہا، this is against illegal aliens اس پر تھوڑی سی correction کر کے ، illegal aliens کر دیں because immigrants کا جو refugees status ہے، ان کے خلاف تو کوئی crackdown نہیں ہو رہا پھر تو motion ہی kill ہو جاتا ہے، I want اس میں آپ تھوڑی سی amendment کر لیں اور میری دوسری humble submission ہے، اگر اسے کمیٹی میں بھیج دیں، وہاں پر ہم thoroughly discussion کر لیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد شفیق ترین: جناب والا! وہاں پر جو law enforcement agencies ہیں، وہ تو یہ bifurcation نہیں کر سکتے، ان کو تو یہ نہیں پتا یہ کون ہیں؟ وہ تو سب کو پکڑ رہے ہیں، جن کے پاس کارڈ ہے وہ ان کو بھی پکڑ رہے ہیں، جن کے پاس کارڈ نہیں ان کو بھی پکڑ رہے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: Against illegal aliens چاہے آپ administrative issues, جن کا ذکر honourable colleague کر رہے ہیں، ہم اس administrative issue کو discuss کر سکتے ہیں کہ کسی افغان card holder کو روک لیا ہوگا، POR card holder کو روک لیا ہوگا، اس کے لیے ایک mechanism ہے، حکومت اس mechanism کے تحت کام کر رہی ہے یہ refugees کے against ہے ہی نہیں تو refugees کیسے لکھا ہوا ہے، اس پر illegal aliens لکھیں پھر اس پر ایک گھنٹہ debate کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی illegal aliens, سینیٹر محمد طاہر بزنجو۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی وقت دیتے ہیں، بعد میں وزیر صاحب آپ سب کو جواب بھی دیں گے، انہوں نے clarify تو کر دیا ہے۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! میرے خیال سے افغان پناہ گزینوں کے حوالے سے ہم نے ایک بروقت motion move کیا ہے یہ مسئلہ اس وقت ملک بھر میں زیر بحث ہے، اقوام متحدہ سے لے کر دنیا بھر میں کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی اس میں دل چسپی لے رہی ہیں، اس ضمن میں ہمارے بہت سے لکھاریوں نے بلکہ بہت کم لکھاریوں نے اچھے مضامین تحریر کیے، I must say زیادہ جو لکھنے والے کالم نگار تھے، انہوں نے بہت ہی زہریلی گفتگو کی ہے، جس کی میں پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Durand line کے دونوں جانب بسنے والے لوگ صدیوں پرانے تاریخی، خونی اور تہذیبی رشتے رکھتے ہیں۔ افغانستان میں جب کبھی بھی کوئی مثبت تبدیلی آئی یا منفی تبدیلی آئی، اس سے براہ راست آپ کے دو صوبے بلوچستان اور خیبر پختونخوا متاثر ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! ہماری رائے میں خوش ہمسائیگی دونوں ممالک کے مفاد میں ہے، سمجھ داری کا تو تقاضا یہ ہے کہ دونوں حکومتیں اپنے اختلافی معاملات کو بات چیت کے ذریعے حل کریں اور ان کی سرزمین ایک دوسرے کے خلاف ہرگز استعمال نہیں ہونی چاہیے۔ جناب والا! میں تو ان کو افغان باشندوں کا ہی نام دیتا ہوں، میرا کہنا یہ ہے کہ ان افغان

باشندوں کی باعزت واپسی کو یقینی بنایا جائے، ہر طرف سے یہی خبریں آرہی ہیں، آپ کا ملکی میڈیا ہو یا غیر ملکی میڈیا ہو کہ ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا جارہا ہے، ان کو blackmail کیا جارہا ہے، ان کی جائیدادوں پر قبضہ کیا جارہا ہے اور جو قانونی طور پر مقیم ہیں، ان کو بھی تنگ کیا جارہا ہے۔ جناب والا! یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، برسوں اور عشروں سے چلنے والی افغان پالیسی ناکام ہوچکی ہے، Pakistan needs a new Afghan Policy اور اس ضمن میں آپ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، میری آپ کو ایک تجویز ہے اور ایک گزارش ہے کہ میری اس تجویز کو آپ سنجیدگی سے لیں، میری تجویز یہ ہے کہ آپ اس مسئلے پر قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کو اعتماد میں لے کر سینیٹ کی Committee of the Whole کا اجلاس طلب کریں، آپ اس جلاس میں سیاسی اور عسکری قیادت کو شرکت کرنے کی دعوت دیں، آپ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کو دعوت دیں، صحافیوں کو دعوت دیں، افغان امور کو سمجھنے والوں کو دعوت دیں اور ایک سیر حاصل بحث کے بعد ایک نئ افغان پالیسی تشکیل دیں جو تمام stakeholders کو قبول ہو اور جو ملک کے عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتی ہو۔

جناب چیئرمین! میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ we have to be realistic، آپ لاکھوں کی تعداد میں، ابھی مجھے تو علم نہیں ہے کہ یہ کتنے ہیں، 15 لاکھ ہیں، 17 لاکھ ہیں لیکن ایک اندازے کے مطابق یہ لاکھوں میں ہیں، لاکھوں کی تعداد میں آپ ان کو اتنے short notice پر واپس نہیں بھیج سکتے۔ آپ اس لیے انہیں واپس نہیں بھیج سکتے کیونکہ یہ ملک کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں، چاروں صوبوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ملک کے ہر چھوٹے اور بڑے شہر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان کو کیمپوں تک محدود کرتے تو پھر آپ کو اس طرح کی مشکلات ہرگز پیش نہیں آتیں۔

جناب! ہماری گزارش یہ ہے کہ بے شک آپ ان کو بھیج دیں لیکن آپ ان کی واپسی کو مرحلہ وار کردیں

with respect and dignity. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. 62 Law students of Sargodha Jurist College of Law and their faculty members are sitting here on my right side Visitor's Gallery and

witnessing the proceedings of the House. Welcome to the House. Honourable Leader of the Opposition, please.

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the Opposition

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ، میرے ساتھی سینیٹرز نے آج جو motion پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔اس کی اہمیت اس حوالے سے بھی ہے کہ اس motion کے ذریعے ایک طرف تو ایوان کو debate کرنے کا موقع ملے گا اور دوسری طرف، ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ نگران حکومت بھی اس پر اپنا موقف پیش کرے گی۔

جناب! یہ مسئلہ کوئی technicalities کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ ایک حقیقت کا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات اور مہاجرین کا مسئلہ ایک طویل عرصے تک ہمارے سیاسی افق پر موجود رہا ہے اور آج بھی موجود ہے۔ پاکستان اور افغانستان کے تعلقات کی تاریخ بھی صدیوں پر محیط ہے، مذہبی، سیاسی، علاقائی، قبائلی اور تاریخی بلکہ ہر طرح کے تعلقات کی زنجیر میں یہ دونوں ممالک ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ مگر اتنی ہی طویل تاریخ ان دونوں کے درمیان غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کی بھی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ دونوں ممالک نہ صرف ایک تاریخی ورثہ میں جڑے ہوئے ہیں بلکہ پڑوسی بھی ہیں اور ان دونوں کے جو اندرونی معاملات ہیں اُن کا لا محالہ اثر ایک دوسرے پر ہوتا ہے۔ علامہ اقبال نے تو بہت عرصہ پہلے اس کو ایک بڑے وسیع تناظر میں بیان کر دیا تھا۔ انہوں نے تو افغانستان کو ایشیاء کا دل قرار دیا تھا تو مطلب یہ کہ اگر یہ دل ٹھیک ہو گا تو باقی معاملات بھی ٹھیک چلیں گے اور اگر یہاں خرابی ہو گی تو پھر باقی جگہ پر بھی خرابی ہونے کا اندیشہ رہے گا۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ دل پیار اور محبت سے چلے اور کسی سنگ دلی کا شکار نہ ہو۔

جناب! میں لمبی تاریخ میں نہیں جانا چاہتا، 1980 کے بعد سے جب روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئیں تو پاکستان میں مہاجرین کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ افغانستان سے مہاجرین مختلف اوقات میں پاکستان آتے رہے اور 1980 کے بعد جب افغانستان میں خانہ جنگی ہوئی اُس وقت بھی کچھ مہاجرین پاکستان آئے اور پھر اُس کے بعد جب طالبان نے take over کیا تو پھر اُس کے بعد بھی کچھ مہاجرین پاکستان میں آئے تو یہ سارا سلسلہ خاصہ complex ہے۔اس

کو ہم ایک نظر اور ایک زاویے سے نہیں دیکھ سکتے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اپنے challenges بھی ہیں۔ان تمام challenges میں جو ایک بہت بڑا challenge پاکستان نے face کیا وہ دہشت گردی کا تھا۔ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف ایک طویل جنگ لڑی۔اس جنگ میں پاکستان نے بے پناہ کامیابیاں حاصل کیں اور اس کی ایک بہت بڑی قیمت بھی ادا کی۔ اس جنگ میں ہماری افواج کے جوان شہید ہوئے۔ ہمارے شہری شہید ہوئے۔ انہوں نے قربانیاں دیں۔ ہماری law enforcement agencies نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ اس جنگ میں ہمیں معاشی اور مالی محاذ پر بھی تکالیف اٹھانا پڑیں۔

حالیہ کچھ دنوں میں اور خصوصاً کچھ دنوں میں ہم نے دیکھا کہ ایک مرتبہ پھر دہشت گردی کی اس لہر میں اضافہ ہوا ہے۔اس حالیہ دہشت گردی کے نتیجے میں ہمارے آفیسر، جوان، شہری اور پولیس، ان تمام نے اپنے خون کی قربانی دے کر اس عزم کو دوبارہ دہرایا کہ دہشت گردی کے خلاف یہ جنگ حتمی کامیابی تک، ان شاء اللہ جاری رہے گی۔ اسی تناظر میں ہم دیکھتے ہیں کہ افغان مہاجرین اور جیسا کہ میرے ایک بھائی نے کہا کہ جو illegal aliens ہیں جو غیر قانونی طریقے سے ہمارے ملک میں مقیم ہیں انہیں پاکستان سے deport کیا جائے۔

جناب چیئرمین! کسی بھی sovereign state کا یہ استحقاق ہوتا ہے، اُس کی یہ بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائیں اور اس کے لیے جو بھی قدم اٹھانا پڑے، ان کو روکنے کے لیے اقدامات لیے جائیں۔ ابھی جو واقعات ہوئے اور اُس سے پہلے کے بھی جو تجربات ہیں اُس سے ایک بات واضح ہوئی اور اب تو ثبوتوں کے ساتھ سامنے آچکی ہے یہ جو حالیہ دہشت گردی کے واقعات ہیں ان کے تانے بانے سرحد پار سے ملتے ہیں۔ ان میں ہم نے دیکھا کہ جو اسلحہ بھی استعمال ہوا جو امریکی فوج وہاں پر چھوڑ کر گئی۔ ہم نے یہاں پر مختلف گروہوں میں nexuses بھی ہوتا دیکھا۔ میں سیکورٹی معاملات کا کوئی expert نہیں ہوں مگر یہ وہ کچھ چیزیں ہیں جو public knowledge میں ہیں اور جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا تھا۔ پاکستان نے اس معاملے کو افغانستان کے ساتھ ہر سطح پر اٹھایا اور انہیں باور کروایا کہ نہ صرف ہمارے bilateral relations بلکہ Doha Accord کے تحت بھی آپ کی یہ بنیادی ذمہ داری

ہے کہ آپ کی سرزمین کسی بھی ملک کے خلاف استعمال نہ ہواور خصوصاً پاکستان کے خلاف بھی استعمال نہ ہو۔

جناب چیئرمین! ہمیں اس بات کا بھی ادراک ہے کہ وہاں پر موجود طالبان حکومت کے اپنے مسائل بھی ہیں۔ اُن کے اپنے internal security threats بھی ہیں اور وہاں پر Islamic State Khorasan (IS-K) کا issue بھی چل رہا ہے۔ اُن کی اپنی priorities بھی ہوں گی مگر جو ایک understanding ہے جیسا کہ میں سمجھتا ہوں اُس کو respect دینا، اُس کو پورا کرنا، ایسا ذمہ دار حکومتیں کرتی ہیں۔

پاکستان نے جہاں کئی اقدامات اٹھائے ہم نے دیکھا پہلے بارڈر پر باڑ لگانے کا سلسلہ شروع ہوا اور ابھی ہم نے دیکھا کہ بارڈر کنٹرول کو کافی بہتر بنایا گیا اور یہ صرف دہشت گردی کے حوالے سے نہیں وہاں سے ڈالر کی اسمگلنگ ہوتی تھی اُس پر کنٹرول ہوا، daily commodities smuggle ہوتی تھیں، اُس پر کنٹرول ہوا اور اس کے اثرات ہم نے اپنی domestic market میں بھی دیکھے۔

جناب! اگر یہ کہا جائے کہ کوئی بغیر documents کے، کوئی بغیر passport کے، جس طرح باقی ساری دُنیا میں ہوتا ہے آپ کے ملک میں نہیں آسکتا یا نہیں رہ سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی غیر فطری بات نہیں ہے اور خصوصاً جب آپ کو اس قسم کے سیکورٹی چیلنجز کا خطرہ ہو۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے مفادات کو بھی ذہن میں رکھنا ہے۔ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایک طرف ہم اپنے سیکورٹی چیلنجز سے نبرد آزما ہوں مگر دوسری طرف جو خطے کی صورت حال ہے اُس میں بھی ہم اپنا کردار بہتر طریقے سے ادا کریں۔ علاوہ ازیں ہماری نظر regional security کی طرف بھی ہونی چاہیے۔ ایک طرف ہمیں اپنے افغان بھائیوں کے ساتھ اپنی engagements کو بھی بڑھانا ہے، political dialogue کو diplomatic سطح پر اور عوامی سطح پر کیونکہ افغانستان میں ایک propaganda war بھی ہو رہی ہے خصوصاً نئی نسل میں، آپ اس تناظر میں کرکٹ میچ دیکھیں یا آپ سوشل میڈیا دیکھیں۔ پاکستان کے خلاف ایک نفرت پیدا کی جا رہی ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں افغانستان میں اپنی goodwill بھی create کرنی ہو گی، جناب چیئرمین، یہ اس لیے کہ ہمارا جو ایک تاریخی رشتہ ہے اور اس کے جو

ایک دوسرے کے مستقبل کے اوپر اثرات ہیں، اس کو ہم نے نظر سے اوجھل نہیں ہونے دینا۔ جناب چیئرمین! آخر میں میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ وہاں پر خصوصاً ایک خاص طبقہ میں بھارت نوازی کی بھی لہر چل پڑی ہے اور ہمیں یہ بھی باور کروانا ہوگا کہ اس وقت جو بھارت کے تعلقات افغانستان کے ساتھ ہیں وہ ان کے اپنے agenda پر مبنی ہیں۔ ایک پاکستان دشمنی اور دوسرا اس وقت جو BJP کی وہاں پر حکومت ہے جو اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھتی ہے۔ ہمارے افغان بھائیوں کو پتہ ہونا چاہیے کہ اس اکھنڈ بھارت میں کون کون سے علاقے آتے ہیں؟ اور جہاں تک میری معلومات ہیں، شاید افغانستان بھی اس میں شامل ہے۔

جناب چیئرمین! یہ ہمیں security کے حوالے سے، ہمیں regional challenges کے حوالے سے، ہمیں فکری محاذ پر اور تمام جگہوں پر یہ لڑائی لڑنی ہوگی۔ تب ہی ہم کامیاب ہوں گے۔ اور آخر میں یہ کہوں گا کہ پاکستانی عوام نے بڑی قربانی اور اپنے افغان بھائیوں کی اتنی طویل میزبانی کی ہے، اگر اس کے بعد ہم کوئی procedural غلطی کریں تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ جب یہ ہمارے افغان بھائی واپس جائیں تو یہ وہاں پر پاکستان کے سفیر بنیں، نہ کہ وہ گلہ اور شکوہ لے کر جائیں۔ جہاں تک میری معلومات ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے منسٹر صاحب اس پر بہتر روشنی ڈال سکیں گے کہ ہمیں اور اس House کو بتائیں کہ، نمبر ایک، کیا تمام افغان مہاجرین کو بھیجا جا رہا ہے جو کہ میری دانست میں شاید ایسا نہیں ہے۔ دوسرا، وہاں پر کون سی categories بنی ہیں اور ان categories کے ساتھ کیا سلوک ہونا ہے؟ تیسرا، ان کی باعزت، میں اس کو underscore کروں گا، واپسی کے لیے کیا mechanism تشکیل دیا گیا ہے۔ بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: Thank you جی۔ اس پر کیونکہ ابھی discussion ہو رہی ہے تو order No.24, 26 and 27, یہ سارے defer کرتے ہیں on the request of the senators. جی honourable سینیٹر مشتاق صاحب۔

<u>Senator Mushtaq Ahmed</u>

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ چیئرمین صاحب۔ میں اس موشن پر مختصر گفتگو کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی مختصر اس لیے رکھیں کہ سارے ساتھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ سب کی مہربانی ہو گی۔

سینیٹر مشتاق احمد: میں مصر کے دو ہفتے کے دورے سے کل واپس آیا ہوں اور غزہ کے borderتک گیا تھا۔ میں نے motion بھی جمع کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ مشاہدات اور جو first-hand information ہے وہ میں اس House کے ساتھ share کر لوں۔ آپ ایک دو دنوں میں جب بھی ممکن ہو، اس کو agenda میں لگائیں۔

جناب چیئرمین: ضرور لگادیں گے جی۔

سینیٹر مشتاق احمد: آپ کا بھی شکریہ اور Senate Secretariat کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے ساتھ اس دورے کے حوالے سے بہت تعاون کیا۔ چیئرمین صاحب! یہ issue ایک بہت اہم issue ہے۔ 26 ستمبر 2023 کو نگران وزیر داخلہ سرفراز بگٹی صاحب نے ایک press conference کی اور اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سترہ لاکھ غیر قانونی افغان مہاجرین ہیں۔ اس press conference میں، جو 26 ستمبر 2023 کو نگران وزیر داخلہ صاحب نے کی تھی، اس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان میں چوبیس خود کش حملوں میں سے چودہ خود کش حملوں میں یہ افغان مہاجرین ملوث ہیں۔ اور انہوں نے 31 اکتوبر تک کی مہلت دی اور یکم نومبر سے سب کو پاکستان سے نکالنے کے لیے ایک campaign کے آغاز کا اعلان کیا۔

چیئرمین صاحب! ایک تو یہ کہ چودہ خود کش حملوں میں اگر یہ ملوث ہیں تو یہ ایک بہت بڑا security issue ہے۔ کیوں نہ اس پر Committee of the Whole بلائی جائے اور ہمیں وہ ثبوت اور شواہد دکھائے جائیں کہ افغان شہری ان چوبیس میں سے چودہ خود کش حملوں میں ملوث ہیں اور باقی جو دس ہیں، ان میں کون ملوث ہے؟ اس طرح کے معاملات جو ممالک کے ساتھ discuss کیے جاتے ہیں، وہ media پر نہیں بلکہ diplomatic channels کے ذریعے سے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ media کے ذریعے سے معاملات خراب ہوتے ہیں، حل نہیں ہوتے۔ ایک بات تو یہ ہو گئی۔

چیئرمین صاحب! دوسری بات یہ ہے کہ 2006 تک پاکستان میں جتنے بھی افغان مہاجرین تھے، یہ بات note کرنے کی ہے، ان کے لیے کسی بھی دستاویز کی ضرورت نہیں تھی۔

اس کے بعد ان کو ایک ,proof of registration ایک کارڈ، ایک سرٹیفکیٹ، وہ جون 2023 تک کے لیے جاری کیا گیا تھا، اس کی تجدید نہیں ہوئی ہے۔ چودہ لاکھ لوگوں کو ,POR proof of registration certificate جاری کیا گیا تھا۔ اسی طرح 2017 میں پاکستان میں رہنے والے غیر registered افغان شہریوں کو Afghan Citizen Card (ACC) جاری کیا جاتا تھا اور یہ 2022 تک ساڑھے آٹھ لاکھ لوگوں کو جاری کیا گیا۔ اب اگر وہ ACC اور POR expire ہو چکے ہیں اور ان کی تجدید آپ نہیں کر رہے تو اب یہ ان کی غلطی تو نہیں ہے اور وہ غیر قانونی تو نہیں ہیں۔ وہ تو قانونی تھے، آپ اس کی تجدید نہیں کر رہے تو آپ نے ان کی قانونی category کو غیر قانونی بنا دیا۔

اسی طرح میں عرض کروں کہ 2021 میں طالبان حکومت آنے کے بعد چھ لاکھ افغانی پاکستان آئے۔ وہ کیوں آئے؟ جب آپ نے چورانوے فیصد افغان border پر باڑ لگا دی، تو یہ بغیر کسی registration کے کیسے آئے؟ چیئرمین صاحب! یہ چھ لاکھ وہ لوگ تھے جو وہاں پر ڈالروں میں تنخواہ لیتے تھے اور آپ کے border پر ان چھ لاکھ افغانیوں سے فی کس ایک لاکھ روپے رشوت لی گئی ہے۔ کس نے یہ رشوت لی ہے؟ جو لوگ border پر duty دے رہے ہیں اور جن کا کام border کا تحفظ کرنا ہے، وہ تمام ادارے اس میں ملوث ہیں۔ آپ ان چھ لاکھ افغانیوں سے فی کس ایک لاکھ روپے لیں، یہ قوم کا کتنا پیسہ ضائع ہوا ہے۔ تو آپ نے خود ان کو اندر آنے کی اجازت دی ہے۔

چیئرمین صاحب! اس وقت UNHCR کے مطابق پاکستان میں registered افغان مہاجرین کی تعداد تیرہ لاکھ ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ ایک خارجہ پالیسی ہوتی ہے دوست بنانے کی، لیکن یہ ہماری کیسی خارجہ پالیسی ہے کہ ہم تو دوستوں کو ناراض کر رہے ہیں۔ ہم تو ان لوگوں کو ناراض کر رہے ہیں جو ہمارے ساتھ کھڑے تھے۔ یہ جو غیر قانونی افغان مہاجرین کے خلاف haste میں campaign چلائی جا رہی ہے اس کے نتیجے میں دونوں طرف سے نفرتیں بڑھیں گی۔

چیئرمین صاحب! پاکستان اور افغانستان دو بھائی ہیں۔ ہم تاریخی رشتوں میں منسلک ہیں، جغرافیے کے، دین کے، زبان کے، تہذیب کے، ثقافت کے۔ ان تمام رشتوں کو ختم نہ کریں۔ جب روس نے حملہ کیا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ افغانستان پاکستان کے دفاع کی جنگ لڑ رہا ہے۔ اس کو آپ

اپنی strategic depth قرار دیتے تھے۔ آج آپ کہتے ہیں کہ ان کو پاکستان سے، وہ بھی بغیر کسی نوٹس کے اور planکے، باہر نکالو۔

چیئرمین صاحب! میں Supreme Court میں writ petition میں جا رہا ہوں۔ اس writ petition پر میں نے پانچ نکات اٹھائے ہیں۔ نمبر ایک، 31 اکتوبر کے بعد افغان مہاجرین کی بڑے پیمانے پر جو واپسی ہے وہ اس لیے ٹھیک نہیں ہے کہ یہ سہ فریقی معاہدہ، جو پاکستان، افغانستان اور UNHCR کے مابین تھا، اس کی خلاف ورزی ہے۔ نمبر دو، یہ عمل Islamabad High Courtکے فیصلے کی خلاف ورزی ہے۔ نمبر تین، 7 فروری 2007 کو وفاقی کابینہ نے جو فیصلہ کیا تھا، یہ اس کی خلاف ورزی ہے۔ نمبر چار، جو elected وفاقی کابینہ نے 20 جون 2023 کو فیصلہ کیا تھا، یہ اس کی خلاف ورزی ہے۔ پانچویں بات یہ ہے چیئرمین صاحب کہ یہ فیصلہ Apex Committee نے کیا تھا۔ یہ Apex Committee کیا ہے؟ اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ نگران حکومت توThe Election Actکے Article 230کے تحت day to day mattersکے لیے ہے۔ وہ تو ان strategicفیصلوں کا اختیار ہی نہیں رکھتے۔ جس پر کورٹ کے فیصلے ہوں اور جس کے حوالے سے elected governmentکے فیصلے ہوں اس پر ایک caretaker governmentکے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔

چیئرمین صاحب! اس پر بشری حقوق کی بڑے پیمانے پر خلاف ورزی ہوئی ہے۔ ان کے کاروبار پر قبضہ کیا گیا ہے۔ پولیس اور law enforcement agenciesنے ان کے ساتھ تشدد کیا ہے۔ ان کی harassmentکی ہے۔ مجھے سینیٹر بزنجو صاحب کی بات سے مکمل اتفاق ہے کہ ان کے خلاف ایک propagandaکیا گیا ہے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تاریخی رشتوں میں ہیں اور افغانستان اور پاکستان کے درمیان جو رشتے ہیں وہ دنیا میں کسی پڑوسیوں کے مابین نہیں ہیں۔ اس رشتے کو ختم کرنے کی اور اس میں خلل ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے بہت حیرت اور دکھ ہوتا ہے کہ یہاں media میں کہا جاتا کہ افغانی نمک حرام ہیں۔ آپ نے ان کے سفیر کو پکڑ کر، ہاتھ باندھ کر، ننگا کرکے امریکیوں کے حوالے کیا اور نمک حرام انہیں کہتے ہیں۔ آپ نے ان کے خلاف logestic and intelligence sharingامریکیوں کے ساتھ کی لیکن نمک حرام انہیں کہتے ہیں۔ آپ کے ایئرپورٹ سے 57000 مرتبہ جہاز اڑے اور افغانستان پر بمباری کی اور نمک

حرام انہیں کہتے ہیں۔ اس طرف بھی کچھ بے وقوف ہیں اور اس طرف بھی کچھ جاہل لوگ ہیں جو دوستی، تعلق اور محبت کے رشتے کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ کریں جناب چیئرمین۔ ہماری تاریخ ہے، ہم بھائی ہیں اور اگر آپ یہ کام کرنا چاہتے ہیں تو بالکل کریں لیکن آپ اس میں افغان حکومت کو اعتماد میں لیں، UNHCR کو اعتماد میں لیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایک plan بنائیں جس میں ساری چیزیں واضح ہوں۔ اس میں آپ کو فنڈز کی ضرورت ہے، transportation کی ضرورت ہے، ایسے مقامات کی ضرورت ہے جہاں پر آپ لوگوں کو رکھ سکیں۔ اس لیے جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیے، نگران حکومت کا اس معاملے سے کوئی کام نہیں ہے، آئندہ آنے والی elected حکومت پر یہ کام چھوڑنا چاہیے اور باقاعدہ plan بنائیں جس میں افغان حکومت، UNHCR اور ہماری حکومت on board ہو اور اس plan کے تحت یہ کام کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترم سینیٹر حاجی ہدایت اللہ صاحب۔

Senator Hidayat Ullah

سینیٹر ہدایت اللہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ، جناب چیئرمین! افغانستان اور پاکستان کے درمیان یہ پہلا واقعہ نہیں ہے۔ پاکستان اور افغانستان ایک دوسرے کے پڑوسی اور بھائی ہیں لیکن کچھ غلط فہمیاں ایسی ہوتی ہیں جو کئی اوقات میں رونما ہوتی ہیں۔ 30 ستمبر، 1947 کی بات ہے جب اقوام متحدہ میں افغانستان نے پاکستان کی رکنیت کی مخالفت کی تھی لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ اس مخالفت سے دستبردار ہو گیا تھا۔ جب ان دو ممالک کے درمیان کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو تمام تر سازشوں کے باوجود انہوں نے وہ مسئلہ آپس میں حل کیا ہے۔ علامہ محمد اقبال نے افغانستان کو ایشیاء کا دل قرار دیا تھا، اقبال سے محبت کرنے والا کوئی ایسا بندہ نہیں ہو گا جو افغانستان کے خلاف ہو۔

جناب چیئرمین! 1933 میں جب علامہ اقبال افغانستان کے دورے پر گئے تو سب سے پہلے غزنی میں حکیم سنائی اور پھر داتا گنج بخش کے والد حضرت عثمان ہجویری کے مزار پر حاضری دی۔ بعد میں محمود غزنوی کے مقام پر گئے، قندھار پہنچے تو احمد شاہ ابدالی کے مزار پر حاضری دی۔ افغانستان کے حکمران ظاہر شاہ نے 1938 میں علامہ اقبال کے مزار کی تعمیر کے لیے افغانستان سے سرخ پتھر بھجوائے۔ علامہ اقبال کے مزار اور دیواروں پر لگے سرخ پتھر افغانوں اور پاکستانیوں کو ان دشمنوں سے

خبر دار کرتے رہیں گے جو ان کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔ ظاہر شاہ کے وقت میں دو واقعات نے ان دو ممالک کے تعلقات کو خراب کیا۔ پہلا واقعہ اقوام متحدہ میں انہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی لیکن بعد میں انہوں نے اپنی مخالفت واپس لے لی۔ دوسرا واقعہ تب پیش آیا جب اس وقت برطانوی حکومت کے خلاف مزاحمت کرنے والے قبائلی رہنما فقیر اپی جو اس وقت ان کے خلاف لڑ رہے تھے ان کی وجہ سے کچھ کشیدگی آئی۔

پاکستان پر ہندوستان نے دو مرتبہ حملہ کیا ہے لیکن افغانستان نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ انہوں نے اپنی سرحدوں پر کبھی بھی پاکستان کو مصروف نہیں رکھا، خدانخواستہ اگر وہ چاہتے تو پاکستان کے خلاف دو محاذ کھل جاتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے ہم پر کچھ احسانات بھی کیے ہیں اور وہ ہمیں پڑوسی سمجھتے ہیں۔ ہمیں یہ بات کہنے کا حق حاصل ہے کہ ہم کہیں کہ یہ تو پرانے وقت کی بات ہے لیکن موجودہ دور میں جب مہاجرین یہاں آنا شروع ہوئے تو یہ لوگ ایک دن میں تو یہاں نہیں آئے۔ افغانستان سے جو لوگ آتے تھے تو ہم سرحدوں پر کھڑے ہو کر انہیں ہار پہناتے تھے، خوش آمدید کہتے تھے، بجائے اس کے کہ انہیں اس وقت ہم مہاجر کیمپوں میں رکھتے، ہم ڈالروں کی خوشی میں اور ان کے لیے جو مراعات اور راشن آتا تھا اس کی خوشی میں رہے، وہ پھیلتے رہے اور ہمارے ہر گاؤں میں پہنچ گئے۔ ایسے حالات میں مولانا بجلی گھر صاحب فرمایا کرتے تھے، وہ پشتو میں کہتے تھے (پشتو)، یعنی افغانوں پر جو برستا ہے تو اس کے کچھ چھینٹے ہم پر بھی پڑتے ہیں۔ اس وقت تو ہم خوش تھے کہ مواد اور ڈالر آ رہے ہیں یعنی ان کا ہم پر احسان نہیں ہے لیکن ہم اقوام متحدہ یا کسی کو بھی نہیں مانتے ہیں کیونکہ انہوں نے جو کام کیا وہ اپنے مطلب کے لیے کیا اور اس وقت دو شخصیات تھیں جنہوں نے مخالفت کی ایک باچا خان بابا اور ایک خان عبدالولی خان تھے کہ یہ پرائی جنگ ہے اسے اپنے گھر نہ لائیں۔ یہ لوگ آئیں گے پھر انہیں واپس بھی جانا پڑے گا۔ ابھی وہی بات ہو رہی ہے، چالیس سالوں کے بعد اب لوگ سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں نے کیا کہا تھا۔ ان کی کہی ہوئی بات اب ہم مان گئے ہیں کہ یہ پرائی جنگ ہے، یہ دوسروں کی لڑائی ہے، اس میں مینڈکوں کی طرح پختون اور پاکستانی مریں گے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔

اب وہ افغان جا رہے ہیں جو چالیس سال پہلے آئے تھے، اب ان کے بچے جوان ہو گئے ہیں، کچھ نے یہاں پر تعلیم بھی حاصل کر لی ہے، کچھ نے کرکٹ بھی سیکھی، انہوں نے یہاں پر رہنا سہنا

سیکھا، وہ سب کے ساتھ اکٹھے رہے۔ اب انسان کا دل اس لیے دکھی ہوتا ہے کہ ایک بچہ اپنی مرغی ہاتھ میں پکڑ کر بازار میں لاتا ہے کہ مجھ سے کوئی آدھی قیمت میں خرید لے، یہ کتنا ظلم ہے اور جو بچے سکولوں میں جاتے ہیں وہ اس قسم کے اشعار پڑھتے ہیں کہ انسان کا دل چیر جاتا ہے۔ اس سردی کے موسم میں انہیں گاڑیوں میں اسی طرح بٹھاتے ہیں اور وہ انہیں وہاں پر جا کر پھینک دیتے ہیں، وہاں تو پہلے ہی ایسے حالات ہیں۔ اب یہ لوگ راشن کا کیا کریں گے، ان کے گھر تو ختم ہو گئے ہیں۔ چالیس سالوں میں کس کا گھر باقی رہتا ہے۔ اگر کسی کا تھا تو وہ ایک کمرے پر مشتمل تھا اور اس میں دو آدمی (خاوند اور بیوی) تھے اور ابھی بیس ہو چکے ہیں تو یہ بیس لوگ کہاں جائیں گے؟

جناب چیئرمین! ہم یہ کہتے ہیں کہ اس پر تھوڑا غور ہونا چاہیے۔ وزیر صاحب تو چلے گئے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ یہیں ہیں اور نوٹ کر رہے ہیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ: میرا کہنا یہ ہے کہ سردی کا موسم ہے، جو لوگ غیر رجسٹرڈ ہیں ہم کسی کی حمایت نہیں کر رہے۔ قانون اگر افغانی توڑتا ہے یا پاکستانی توڑتا ہے تو ہم سب اس کے مخالف ہیں، قانون نہیں توڑنا چاہیے اور نہ ہی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے لیکن جن لوگوں کو پاسپورٹ ملا ہے، شناختی کارڈ ملا ہے، جو رجسٹرڈ ہیں، جنہوں نے یہاں وقت گزارا ہے، ان کا پورا ریکارڈ موجود ہے، آپ انہیں کیوں پکڑتے ہیں۔ ابھی ایک خاندان جو حیات آباد میں رہتا ہے روزانہ ایک پولیس والا جا کر ان سے شام کو دو ہزار روپے لیتا ہے، یہ کتنا ظلم ہے۔ یہ بات مجھے میرے ڈرائیور نے بتائی ہے۔ کل ہم پشاور واپس جا رہے تھے تو انہیں گاڑیوں میں ایسے بٹھایا ہوا تھا جیسے بھیڑ بکریوں کو بٹھایا جاتا ہے اور پیچھے سے دو پولیس والے بیٹھتے ہیں، وہ ہمیں اشارے کرتے ہیں کہ خدا کے لیے ہمارے لیے کچھ کرو۔ ہم ایسی حالت میں کیا کریں؟ وہاں پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے انہیں واپس بھجوادیں لیکن عزت کے ساتھ بھیجیں کیونکہ ان میں بچے ہیں، خواتین ہیں، بوڑھے ہیں، کم از کم اس کا اتنا لحاظ رکھیں کہ یہ ہمارے بھائی تھے اور اب بھی ہمارے بھائی ہیں۔ افغانستان اور پاکستان کے درمیان جو propagandas ہو رہے ہیں یہ چند اشخاص کر رہے ہیں۔ ایک جرنیل ہے جو اپنے آپ کو جرنیل کہتا ہے، جرنیل کیا ہے بلکہ ایک مذاق کرنے والا آدمی ہے، وہ ہر وقت مذاق کرتا ہے اور مذاق مذاق میں پاکستان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اس پر تو ہم نے نہیں جانا ہے، ہمیں افغانوں کے لیے کرنا ہے جو ہم کر سکتے ہیں، اوپر سے رب نے اور نیچے سے عبدالرب نے مارا تو پھر ان کے لیے مسائل ہی مسائل ہیں۔

میں عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں۔ منسٹر صاحب آرہے ہیں یا پھر جو ہمارے منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہیں یہ ان تک پہنچادیں۔ اس کا کوئی ایسا طریقہ بنادیں کہ وہ عزت کے ساتھ، جس طرح آئے تھے اس سے زیادہ عزت کے ساتھ یہاں سے جائیں اور یادیں اپنے ساتھ لے کر جائیں جو وقت انہوں نے یہاں گزارا ہے۔

Mr. Chairman: Senator Saadia Abbasi.

Senator Saadia Abbasi

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! ہمارے movers نے بہت تفصیل سے بات کی ہے میں ان باتوں کو repeat نہیں کروں گی۔ یہ ایک بہت لمبی بحث ہے افغانستان کا جو مسئلہ ہے اس پر بہت طویل بحث ہو سکتی ہے اور کئی دنوں تک اس پر بات کی جا سکتی ہے کیونکہ پاکستان کی پچھلے چالیس سال کی جو تاریخ ہے اس میں افغانستان کا مسئلہ ہے وہ بہت اہم جزو ہے اس تاریخ کا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری خارجہ پالیسی کچھ اندرونی ترجیحات پر، کچھ خارجی ترجیحات پر بنیں۔ وہ مصلحتوں کا شکار بھی ہوئیں، کبھی ہمیں بتایا گیا strategic depths کے بارے میں، کبھی ہمیں بتایا گیا terrorism کے بارے میں، کبھی ہمیں بتایا گیا cross border intervention کے بارے میں، کبھی American policies کے بارے میں سمجھایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرف بھی مسلمان ہیں اور اس طرف بھی مسلمان ہیں، پاکستان نے جو کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ کہ جب Afghan refugees Pakistan میں آئے اور جس طریقے سے پاکستان نے ان کی مدد کی وہ بھی تاریخ کا ایک حصہ ہے اور ہمیشہ یاد رکھا جائے گا لیکن جو لوگ پیدل چل کر آئے اور تھوڑا بہت اپنا سامان اٹھا کر اس ملک میں آئے آج 35 to 40 years کے بعد وہ دوبارہ اسی حالت میں واپس جائیں تو اس چیز کا بہت دکھ ہوتا ہے۔

ہمیں چاہیے تھا کہ حکومت افغانستان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرتے یہ ان ہی کے لوگ ہیں، ان کی repatriation ہونی چاہیے تھی اور ایک طریقہ کار سے repatriation ہونی چاہیے تھی۔ یہ نہیں کہ border پر ان کی بھینسیں بھی چھینی جائیں اور ان کی چارپائیوں کو بھی چھینا جائے اور ان سے پیسے بھی وصول کیے جائیں اور بھی بہت سے غلط کام ہوئے ہیں، اس وقت میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتی کیونکہ وقت تھوڑا ہے لیکن جو کچھ ہوا وہ اچھا نہیں ہوا۔ ہمیں چاہیے تھا کہ ہم افغانستان کے ساتھ ایسے تعلقات بناتے کہ agriculture, construction,

trade, education, medicine, research and development and tourism میں ہم مل کر کام کرتے۔ ہم افغانستان کو واپس بنانے میں ایک بھرپور کردار ادا کر سکتے تھے۔ پاکستان ان کی معیشت کو دوبارہ کھڑا کرنے میں بھرپور کردار ادا کر سکتا تھا۔ وہ جو opportunity تھی ہمیں اس کو exploit کرنا چاہیے تھا نہ کہ گالم گلوچ کے ذریعے، ہم ان کو برا بھلا کہیں اور وہ وہاں سے ہمیں برا بھلا کہیں۔

آج کی جو نگران حکومت ہے وہ تابڑ توڑ حملے کر رہی ہے ان پر اور وہ بھی ہم پر حملے کر رہے ہیں۔ ہم تو اس کی ownership نہیں لیتے، ان policies کی ownership ہم نہیں لیتے۔ Ownership وہ ہو گی جو جمہوری حکومت فیصلہ کرے گی اور اس کے مطابق ہو گی لیکن یہ جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ پچھلے اتوار کو میں لاہور جا رہی تھی اور motorway کی دوسری طرف لاہور سے جتنی traffic تھی وہ سب افغان مہاجرین کی تھی، ان کو refugees, illegal aliens کہہ لیں ان کو کچھ اور کہہ دیں اس سے کیا فرق پڑتا ہے، وہ انسان تھے۔ ان کے trucks, buses, cars تھیں، عورتیں بچے اور دوسری طرف کی ساری motorway بھری ہوئی تھی، ان سب کو دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ کس حالت میں یہ لوگ واپس جائیں گے اور دوبارہ اپنی زندگی کا آغاز کریں گے۔ میری استدعا ہے اس حکومت سے اور جنہوں نے یہ policy بنائی ہے کہ سوچیں اور افغانستان کی حکومت کے ساتھ بات چیت کر کے ایک policy بنائیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Honourable Leader of the House.

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد ایوان): (عربی)۔۔۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم اور حساس معاملہ ہے اور پاکستان کے لیے challenge بھی ہے، اس وقت جس motion پر بات ہو رہی ہے میرے colleagues دونوں اطراف سے انہوں نے بہت candid گفتگو کی اور بہت حقائق سامنے لائے۔ میں کسی بھی بات کو repeat کرنا avoid کروں گا لیکن میں چند گزارشات House میں پیش کروں گا۔ Just to remind کہ یہ معاملہ اس وقت peak پر پہنچ گیا تھا جب 2014 میں Army Public School پر حملہ ہوا اور ہمارے سکول کے 100 سے زائد معصوم بچے شہید ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت پوری قوم غم میں مبتلا تھی، فوری

طور پر پشاور میں تمام Political Parties کو اکٹھا کیا گیا، D-Chowk میں Political sit-in تھی تقریباً 100 دن سے زیادہ ہو چکے تھے۔ اس کے باوجود میں نے ان کو خود فون کیا اور ان کی leadership کو convince کیا اور ان کو بھی وہاں بلایا، تفصیل سے گفتگو ہوئی۔ سارے stake holders کی briefing میں بہت زیادہ شواہد سامنے آئے اور میں نہیں سمجھتا اس وقت کوئی بھی وہاں ایسی شخصیت تھی، پاکستان کی تمام Political Parties کی leadership پشاور میں موجود تھی اور کسی کی بھی مختلف رائے نہیں تھی کہ ہم نے اس کے خلاف action لینا ہے، ہم نے اس ناسور کو ختم کرنا ہے کیونکہ مجھے یاد ہے کہ elections 2013 سے پہلے پاکستان three serious major problems کا شکار تھا۔ Economy کے مسائل تھے، پاکستان macro economic unstable Country declare ہو چکا تھا۔ اس وقت کوئی بھی Political Party حکومت میں آتی اس کو 6 to 7 months لگتے اس crisis سے نکلنے کے لیے، یہ بہت بڑا challenge تھا جو بھی elections کے بعد حکومت میں آتا۔ یہ ایک بہت بڑا challenge تھا کہ Pakistan default کر جائے گا، یہ documented ہے۔

نمبر دو، اس وقت load shedding کا بھی مسئلہ تھا۔ اس وقت پاکستان میں average 18 to 20 hours کی load shedding ہو رہی تھی، شہروں میں 18 hours, گاؤں میں 20 hours. جو circular debt اس وقت بجلی کے حوالے سے تھا وہ exact 503 ارب تھا اور بات ہوتی تھی کہ اگر حکومت یہ pay کر دے تو 18 hours کی load shedding 4 hours کم ہو سکتی ہے فوری طور پر۔

تیسرا جو بہت بڑا challenge تھا، میں پھر repeat کر رہا ہوں کہ جو بھی Political Party election جیت کر آتی وہ تیسرا challenge تھا terrorism کا۔ وہ اتنی peak پر تھا اور کرتے کرتے ہم نے دیکھا کہ Army Public School میں جو کچھ ہوا، اس نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس کی follow up meetings ہوئیں، Prime Minister House میں meetings ہوئیں، تمام Political Leadership including PTI اس میں بیٹھی، فیصلے ہوئے کہ ہم نے ایک National Action

Plan بنانا ہے اور مل کے اس ملک سے اس ناسور کو ختم کرنا ہے جو دہشت گردی کا ناسور ہے۔ یہ Economy and Electricity load shedding سے بھی بڑا ناسور ہے۔ اس میں ہمارے بچوں کی جانیں محفوظ نہیں ہیں۔ Mr. Chairman! It was not an easy task. کیونکہ ان جنگوں کے لیے کئی سو ارب required ہوتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ 2014 کا budget pass ہو چکا تھا اور اس میں کوئی provision نہیں تھی۔ آج بھی آپ اٹھا لیں 2014-2015 کا budget اس میں کوئی provision نہیں تھی کہ ہم نے terrorism کے against کوئی بڑا خرچہ کرنا ہے۔ National Security Committee کی meeting ہوتی ہے، اس میں وہ resolve جس کے نتیجے میں National Action Plan دو ہفتوں کے قریب تمام Political Parties نے دن رات محنت کرکے ایک National Action Plan بنایا اور اس کا core theme کیا تھا، وہ یہ تھا کہ ہم اپنی soil کو کسی کے خلاف دہشت گردی کے حوالے سے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ This was the core objective of the National Action Plan.

یہ ایک Political Party کا نہیں تھا، مسلم لیگ (ن) کا نہیں تھا۔ وہ پاکستان کی تمام political parties کا تھا۔ جس میں اس وقت کی تمام اپوزیشن جماعتیں including PTI بھی شامل تھیں۔ جناب چیئرمین! بجٹ پاس ہو چکا۔ National Security Committee میں proposal آتا ہے کہ جناب ضرب عضب consider کریں کہ قوم اس دہشت گردی کے خلاف فیصلہ کریں اور یہ فورم فیصلہ کرے کہ کیا ہم نے اس کے خلاف جنگ لڑنی ہے۔ اس کو ہم نے ضرب عضب کا نام دے دیا۔ ظاہر ہے کہ اس میں دو رائے ہو نہیں سکتی تھی۔ جتنے participants تھے، چاہے وہ civil leaderships تھی یا military leaderships تھی سب ایک ہی page پر تھے۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ آپ as a Finance Minister of Pakistan, finance کر سکیں گے؟ اس وقت تو یہ تھا کہ شاید یہ ایک سال کے لیے ہو اور اس پر کل سو ارب روپے خرچ ہوں گے۔ اس میں capital expenditure بھی تھا اور اس میں recurring expenditure بھی تھا۔ وہ ایک سال

کے لیے چاہیے تھا۔ الحمدللہ فیصلہ ہوا کہ اللہ ہماری حفاظت کرے اور اس آپریشن کی ملک اور قوم کو سخت ضرورت ہے۔ آپ نے دیکھا کہ وہ approve ہوا اور ضرب عضب آپریشن ہوا۔ ہمارے اس ضرب عضب آپریشن کے بعد ملک کے اندر آپریشن ردالفساد ہوا کیونکہ وہاں پر تو large number eliminate ہوا لیکن جو بچ گیا وہ پاکستان کے دوسرے شہروں میں چلا گیا۔ یہ تمام تفصیل جناب وزیر داخلہ کی منسٹری میں موجود ہوگی۔ پھر اس کے بعد phase-II شروع ہوا۔ جناب چیئرمین! یہ سلسلہ تقریباً تین سال سے زائد جاری رہا اور اس پر تقریباً سوا ارب روپے سے زیادہ سالانہ خرچ ہوتے تھے۔ آخر میں جو fencing کا پروگرام تھا اس کے لیے بھی اربوں روپے درکار تھے۔ اب یہ سارا جو ہم نے achieve کیا۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں and I am not playing politics with this thing. میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی غلطیوں کا احساس کرنا چاہیے۔ کس نے کہا تھا کہ آپ کابل میں طالبان حکومت کے آنے کے بعد ان کو engage کریں۔ کیوں؟ کس نے کہا تھا کہ آپ hardened criminals جو کہ پاکستان کی جیلوں میں بند تھے۔ جنہوں نے درجنوں دہشت گردی کے واقعات کیے تھے ان کو چھڑوائیں۔ کیوں؟ کیا یہ قوم ان لوگوں سے پوچھے گی۔ جناب چیئرمین! اس کا اثر ایک عام پاکستانی پر آتا ہے اور وہ اس کی قیمت ادا کرتا ہے۔ اس لیے یہ قابل برداشت نہیں ہے۔ اس کا consequential and financial impact ان پر آتا ہے۔ ہم tax payers کے پیسوں کو استعمال کرتے ہیں۔ کچھ ٹھیک کرتے ہیں اور پھر ہم 180 degree U-turn لے لیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس طرح کام نہیں چلے گا۔ میں وزیر داخلہ اور متعلقہ لوگوں سے بڑی humble گزارش کروں گا کہ kindly آپ ایک clear-cut programme بنا کر اس ہاؤس میں پیش کریں کیونکہ اس وقت قومی اسمبلی بھی نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس میں share کریں۔ یہ سب دونوں اطراف کے ممبران آپ کے colleagues ہیں۔ آپ سب سے پہلے facts and figures دیں۔ پچھلے 20 سالوں کا آپ دیں۔ مجھے تو پتا ہے کیونکہ میں ان briefings میں شریک ہوتا تھا but let everybody know in this House کہ 2008 یا 2010 میں کیا تھا۔ یہ کرتا کرتا کہاں تک پہنچ گیا اور پھر کہاں ہم نیچے آئے ہیں۔ یہ دوبارہ کیوں spike ہوئی ہے۔ Let's analyse, ہمیں پتا تو چلے کہ بھئی ہم نے کونسی غلطیاں کی ہیں۔ میں پھر کہہ رہا ہوں کہ I am

not playing politics at all. But it is such a big mistake اور اس میں کسی political party کو on-board نہیں لیا گیا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں حکومت کے اتحادی بھی شامل نہیں تھے۔ کیا ایک یا دو چار بندوں کو قوم کی تقدیر سے ایسے گھناؤنے کھیل کھیلنے کی اجازت ہونی چاہیے تھی۔ اگر انہوں نے غلطی کی ہے تو قوم سے اس وقت معافی تو مانگیں کہ ہم نے غلط کیا تھا۔ ہمیں دنیا کو نہیں دکھانا چاہیے تھا کہ ہم کابل میں طالبان سے negotiate کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم وہاں پر جو طے کرکے آئے ہیں۔ بغیر اسمبلی اور سینیٹ میں discuss کیے اور بغیر قوم کو اعتماد میں لیے ہوئے ہم نے کئی سو جو hardened criminals and terrorists تھے ان کو چھوڑ دیا۔ جناب چیئرمین! اس طرح کام نہیں چلے گا۔ Let's be together. میں Leader of the Opposition کے views کو endorse کرتا ہوں لیکن having said that ہمیں ایک clear-cut roadmap اپنانا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک regular حکومت کے آنے کا انتظار نہیں ہو سکتا۔ تین مہینے تو long time, how many more incidents will take place. خدا کے لیے دن رات اس پر بیٹھیں۔ جیسے سانحہ APS پر بیٹھے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ 8, 10 دن we did nothing. We were doing, dealing with that thing and we came with the National Action Plan. میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت مہربانی کرکے اس ہاؤس کو in-camera facts and figures share کرے اور بتائیں کہ یہ ہماری اس topic پر تاریخ ہے۔ اس ہاؤس میں ہر ایک کو پتا ہونا چاہیے۔ یہاں پر چاروں صوبوں کے نمائندگان تشریف رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ بات جو اس وقت ہو رہی ہے اسے ہمیں positively بھی دیکھنا چاہئے۔ میں جناب مشتاق صاحب اور سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ بہت دکھ والی بات ہے کہ جاتے ہوئے ان سے جو چیزیں چھینی جا رہی ہیں۔ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ اگر وہ واقعی illegal ہیں اور جا رہے ہیں تو ان کا حق ہے کہ جو بھی ان کی property ہے اس کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں 1976 میں لیبیا میں legal advisor تھا۔ اس وقت قذافی صاحب کا اور انور سادات صاحب کا ایک

backed out and colonel ہوا تھا اس وقت صدر مصرfederation pact Qazafi took a decision, I was part of core team at that انہوں نےtime in the Auditor General department of Libya. ایک فیصلہ کیا کہ تمام Egyptians کو expel کیا جائے اور مجھے یاد ہے کہ وہ لوگ گاڑیوں میں فریج اور دیگر سامان اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے جسے دیکھتے ہوئے لیبیا کے لوگ روتے تھے کہ یہ کیا فیصلہ اس ملک میں ہو گیا ہے کہ بیس سال یا نسلوں سے یہاں رہ رہے ہیں ان کو نکال رہے ہیں۔میں یہ passing remark اس لئے دے رہا ہوں کہ I have seen that phase also in 1976. خدا کے لئے حکومت ensure کرے کہ اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ظلم ہے ہم سب اللہ کو جواب دہ ہیں۔ان کی جو بھی ملکیت ہے ان کو honourable طریقے سے دیں۔ان کو کسی قیدی کی طرح یا کسی اور برے طریقے سے نہ نکالیں۔ بالکل صحیح sentiments ہیں کہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ اگر ہم اس طرح کا اخلاق ان کے ساتھ کریں گے۔تو خدانخواستہ مشکل وقت کسی پر بھی آسکتا ہے۔ ہاں یہ کوئی support نہیں کر سکتا کہ illegal immigrants کو بھی آپ چھوڑ دیں یہ غیر مناسب ہے۔ اس طرح ملک نہیں چل سکتا۔ ملک کا نظام نہیں چل سکتا۔ Caretaker حکومت ہو، regular حکومت ہوجو بھی ہو اگر آپ یہ کہیں گے کہ سب کچھ چھوڑ دیں تو پھر وہ جنگل کا قانون ہے۔جیسا کہ کئی areas میں ہم جنگل کے قانون کی طرح کام کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔یہ اس حکومت کی ذمہ داری ہے کہ illegal immigrantsکو اگر یہ handle کر رہے ہیں تو ان کے ساتھ باعزت اور پر وقار طریقے کے ساتھ ان کی جو بھی property ہے وہ ان کو لے جانے کی اجازت ہونی چاہئے لیکن اس کا حکومت کو بڑا clear notice لینا چاہئے۔ایک way forward planدے دیں۔ جیساکہ میں نے کہاہے کہ تین مہینے بہت ٹائم ہوتا ہے۔ تین مہینوں میں ہم آدھی ضرب عضب لڑ چکے تھے۔تو اس لئے آپ ٹائم ضائع کئے بغیر ہمیں ان کو support کرنا چاہئے۔یہ حکومت اچھے کام کرے اس طرح کے کام ہیں تو اس میں Section 232 نہیں آتا۔ خدانخواستہ if there is a war against any country right

رہے۔ یہ Section 232 کہ انتظار کریں گے تو ہم حملہ ہی کر دے کوئی ہم پہ now
کام کرتے ہیں۔ اس طرح نہیں ہوتا جناب چیئرمین! we should be day to day
realistic and pragmatic. اسی وجہ سے 2017 میں Section 232 میں ان
دونوں Houses نے amendment کی ہے۔ کیوں کی ہے؟ کیونکہ آپ کے
census میں چار پانچ مہینے لگ رہے ہیں۔ آپ کو الیکشن میں دو سے تین مہینے آئین دیتا
ہے۔ تو اب کیا چھ سات مہینے کسی ملک کو freeze رکھا جا سکتا ہے کہ آپ کچھ نہ کریں۔
یہ نہیں ہوتا جی۔ اس طرح ملک نہیں چلتے۔ اسی لئے as a Government, PDM
Government, we have initiated that amendment, اور مجھے یاد
ہے کہ بہت زیادہ resistance تھی اس House میں کچھ parties کی۔ ہم نے
پھر بھی اس کو amend کیا۔ دیکھیں ہمیں مل کر راستے نکالنے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ہم نے
اس میں یہ کردیا، bilateral, multilateral اور پھر P3 (Public Private
Partnership), Government to Government law اس کے علاوہ
پرائیویٹائزیشن کے جو laws ہیں، ان میں جو transactions ہیں، حکومت کر سکتی ہے۔ کیا وہ
اچھی چیز نہیں ہے کہ بجائے اس کے آپ سات مہینے بیٹھے رہیں اور کہیں کہ جو آگ لگتی ہے، لگتی
رہے، نقصان ہوتا ہے، ہوتا رہے، اس کے بعد ہم دیکھیں گے۔

جناب چیئرمین! میں اپنے دونوں sides کے ساتھیوں کو endorse کرتا ہوں کہ اس
کو بڑے اچھے اور احسن طریقے سے سرانجام دیا جائے۔ یہ ایک بڑا serious مسئلہ ہے اور ہمیں
اسے collectively, as one unity, handle کرنا ہے۔ ان شاءاللہ، یہ ہوگا۔ یہ پہلے
ایک مرتبہ ہو چکا ہے۔ یہ ہماری اپنی غلطی ہے کہ ہم نے اس کو re-invite کر لیا ہے۔ ہم نے ان
کو engage کر لیا ہے، ہم نے ان کے hardened criminal کو چھڑوا دیا ہے۔ ان لوگوں
سے ضرور پوچھا جائے۔ کچھ نہیں تو ٹی۔ وی پر لا کر قوم سے معافی منگوائی جائے۔ وہ کہیں کہ خدا کے
لیے، ہم معافی مانگتے ہیں کہ ہم نے یہ کام کیا ہے جس کے باعث آج پاکستان میں دہشت گردی کی ایک
نئی لہر آسمان کو چھو رہی ہے۔

With these honest and sincere sentiments, I go along with all my colleagues that the Government should

consider all these things and share with us the roadmap and the way forward. Thank you very much.

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری۔

Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ایک گزارش تو میں نے یہ کرنی ہے کہ حاجی نصیب اللہ خان اچکزئی جو میرے بھی ذاتی دوست تھے، اگرچہ ان تعلق پشتونخوا ملی عوامی پارٹی سے ہے، وہ ایک اچھے انسان ہیں، ان کو اغوا کرنا، پھر ان کی رہائی، سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ ایک سیاسی کارکن تھے۔ اگر اغوا برائے تاوان ہے تو بھی حکومتی ادارے اس کے جوابدہ ہیں۔ اگر حکومتی اداروں نے اٹھایا ہے تو یہ ایک بہت ہی افسوسناک بات ہے۔ لہٰذا، میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں اور اس کے جو بھی عوامل ہیں، وزیر داخلہ صاحب کسی موقع پر بتادیں کہ اغوا کیوں ہوا اور رہائی کیسے ہوئی اور اس میں وزارتِ داخلہ کا کردار کیا رہا۔

جناب چیئرمین! بلوچستان، سندھ اور بہت سارے دوسرے علاقوں میں اغوا برائے تاوان روزمرہ کا معمول ہے۔ اس کے پیچھے بڑی قوتیں کارفرما ہیں جن کا اغوا برائے تاوان کے نتیجے میں آنے والے پیسوں میں باقاعدہ share ہوتا ہے۔ ہم نے بارہا اس بات کا یہاں ذکر کیا ہے لیکن آواز یہیں دب جاتی ہے اور اس سے آگے نہیں جاتی۔ جلسوں میں بھی ہم نے یہ بات کی ہے کہ ابھی جو ردّالفساد اور دوسرے operations ہوئے، بڑے بڑے operations ہوئے، جن کے نتیجے میں لاکھوں لوگ اپنے ملک کے اندر مہاجر بنے تو جو قوتیں اس بدامنی میں کارفرما تھیں، ان کا اس وقت کسی حد تک قلع قمع ہوگیا تھا۔ اس کے برعکس کچے کے علاقے میں جو سینکڑوں جرائم پیشہ ہیں جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں یا پھر دو ہزار کے قریب ہوں گے، وہ قابو میں نہیں آرہے۔ کبھی ہم نے پوچھا تو پولیس کہتی ہے کہ ہمیں اگر اجازت ملے تو ہم یہ کام کر سکتے ہیں، یہ ہمارے بس میں ہے لیکن ہم سے ذرا اوپر کی قوتیں یہ کام نہیں کرنے دیتیں۔ بہر حال، یہ ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے۔

میں ایک مرتبہ راستے میں جارہا تھا، تین چار سال پہلے سندھ میں جو سیلاب آیا تھا تو کندھ کوٹ اور شکارپور کے بیچ میں، میں نے دیکھا کہ ٹرکوں کی ایک بہت لمبی قطار ہے۔ میں وہاں رکا۔ وہاں موجود کوئٹہ، بلوچستان کے ڈرائیورز نے مجھے دیکھا تو میری طرف دوڑے۔ انہوں نے کہا کہ سائیں! یہ پولیس والے ہم سے پانچ سو روپے بھی لیتے ہیں اور ماں بہن کی گالیاں بھی دیتے ہیں گو کہ ہمارے

کاغذات اور سب کچھ صحیح ہوتا ہے۔ بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت پورے ملک میں یہ صورتحال ہے۔

افغان مہاجرین یا پناہ گزین جو بھی آپ کہیں، ہم نے کھلے دل سے انہیں قبول بھی کیا۔ یہاں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنے باغات اور زمینیں ان کے حوالے کردی ہیں۔ وہ یہاں آباد ہوئے۔ اس وقت کوئی ضابطہ نہیں تھا۔ پاکستانیوں نے، ہماری ریاست نے اور حکومت سب نے بڑی محبت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے کاروبار کیا۔ ظاہر ہے ان لوگوں نے کیمپوں میں تو نہیں بیٹھنا تھا اور ہم نے بھی ان کو کیمپوں میں نہیں بٹھایا اور نہ کوئی اس طرح کی رجسٹریشن اور نہ اس طرح کا حساب کتاب کیا۔ انہوں نے محنت کی، جائیدادیں بنائیں، کاروبار شروع کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی کم از کم تیس سے پینتیس فیصد کاروبار پر ان کا hold ہے۔ ان لوگوں نے گھر بنائے ہیں، ان کو تیس، چالیس اور پچاس سال ہوگئے ہیں۔ ہمارے ملک کا نہ کوئی قانون ہے، نہ کوئی ضابطہ ہے۔ باقی دنیا میں، اسلامی دنیا سے ہٹ کر اگر باقی دنیا میں آپ جائیں گے تو دو سال، تین سال یا چار سال کے بعد آپ کو green card ملتا ہے، آپ کو شہریت ملتی ہے لیکن یہاں نہ کوئی حساب ہے اور نہ کتاب۔ اگر یہاں سو سال بھی گزر جائیں تو آپ پاکستان کے شہری نہیں ہیں۔ اس کے لیے بھی کوئی ضابطہ ہونا چاہیے۔

یہ جو انخلاء ہے، انتہائی بے دردی کے ساتھ ہورہا ہے جس کا نہ کوئی ضابطہ ہے، نہ قانون ہے۔ بس ایک order ہے۔ اب اس موقع پر وزیر داخلہ صاحب تشریف فرما ہیں، میرے دوست ہیں، چھوٹے بھائی ہیں، اس موقع پر بھی جیسے ڈار صاحب نے فرمایا کہ کوئی all parties conference ہونی چاہیے تھی۔ بہت ساری سیاسی جماعتیں ہیں جو پختونخوا یا بلوچستان سے تعلق رکھتی ہیں، وہ کوئی طریقہ کار طے کرتے، کوئی کاغذات check کرتے۔ جیسے کہا گیا ہے کہ کوئی باعزت طریقہ اختیار کیا جاتا لیکن ظالمانہ طور پر اور زبردستی انہیں بھیجا جارہا ہے۔ وزیر داخلہ صاحب اس حوالے سے کچھ کہیں گے یا نہیں کہ انصاف کے تقاضے پورے ہورہے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں، ہمارے پاس جو رپورٹیں ہیں، وہ زیادہ افسوسناک بھی ہیں اور کسی حد تک شرمناک بھی ہیں۔ میں پھر ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ حکومت اس حوالے سے کوئی all parties conference بلالے، تمام جماعتوں سے مشاورت ہو تاکہ ایک اچھا اور باعزت طریقہ کار طے

کیا جائے۔ جن کے کاغذات موجود ہیں، جن کو حکومتی یا ریاستی طور پر اگر اجازت ملتی ہے تو اس کی بھی category ہونی چاہیے اور جن کو اجازت نہیں ہے تو ان کے لیے بھی کوئی باعزت طریقہ کار وضع کیا جائے تاکہ وہ باوقار طریقے سے جائیں۔

مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے تو بہت پہلے یہ بات کہی تھی کہ دونوں حکومتیں آپس میں بیٹھیں اور مہاجرین کی واپسی کا طریقہ کار طے کریں مگر یہ ایک تجویز کی حد تک تھی، اخبارات اور میڈیا کی حد تک تھی، اس سے آگے اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ بہر کیف اب بھی وقت ہے، مہاجرین کے لیے کوئی عزت کا راستہ طے کیا جائے تاکہ وہ اپنے ملک جائیں بھی تو عزت کے ساتھ جائیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر منظور احمد صاحب۔

Senator Manzoor Ahmed

سینیٹر منظور احمد: جناب چیئرمین! شکریہ۔ اس motion پر دوستوں نے بہت تفصیل سے debate کی ہے۔ اب یہاں پر جو ایک اہم بات آجاتی ہے، ایک افغان refugees ہیں جبکہ دوسرے یہاں پر جو illegal لوگ رہتے ہیں۔ ان دو چیزوں میں فرق ہے۔ اقوام متحدہ یا جو بھی ادارہ ہو، یہاں ہمارے وزیر داخلہ بیٹھے ہوئے ہیں، اس میں تمام ڈیٹا موجود ہے۔ اس motion کو پیش کرنے والے اور تمام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ registered لوگ الگ ہیں اور non-registered لوگ الگ ہیں، اگر میں غلط نہیں ہوں تو یہ لوگ بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ عزت سے اپنے ملک چلے جائیں۔ جناب والا! پشتون، افغانستان اور ان کی تاریخ سب کے سامنے ہے، افغانستان چالیس سال لڑائی میں رہا، چالیس سال بدحالی اس کے سامنے تھی۔ چالیس سالوں میں افغان قوم کے جو لوگ شہید ہوئے جسے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہاں نسل کشی ہوئی ہے۔ ان میں بچے بھی ہیں، بوڑھے بھی ہیں۔ یہ تمام چیزیں دنیا کے سامنے ہیں۔

جناب والا! اگر ہم حدیث کا حوالہ دیتے ہیں اور اس میں بھی یہ حوالہ آتا ہے کہ سب سے پہلے ہمسائے کا حق ہوتا ہے، بالکل اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارا خون ہے، خدانخواستہ ایسی کوئی بات بھی نہیں ہے۔ ہمیں ان چیزوں کو تھوڑا باریک نظر سے بھی دیکھنا ہوگا، ہمارے سامنے جو چند چیزیں ہیں انہیں زیرِ غور لانا ہو گا۔ جب illegal Afghan refugees کی بات ہوتی ہے تو انہیں شناختی کارڈز کس نے دیے؟ میں چند پیسوں سے شناختی کارڈ

بنوالیتا ہوں، میں افغان مہاجرین کو تو نکال رہا ہوں، جس نے شناختی کارڈ دیا ہے، میں نے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے؟اس کے خلاف میں نے کوئیaction لیا ہے؟ پاکستان میں اس وقت جو یہ مسئلہ بنا ہوا ہے، پاکستان اس وقت جن مشکلات کا شکار ہے۔ میریfamily tree میں وہ گھس جاتے ہیں، وہ کون ہیں، کوئی اور نہیں ہیں،NADRAوالے چاہے وہ صوبوں میں ہوں یا وفاق میں بیٹھے ہوئے ہوں، ان لوگوں نے ہی انہیں شناختی کارڈز بنا کر دیے ہیں اور اس ملک کا شہری قرار دے دیا۔ کیا کبھی ہمارے سامنے کوئیcase آیا ہے؟ کیا انہیں کوئی سزا ملی ہے؟ اسی طرح پاسپورٹ کا معاملہ ہے، ہم جاتے ہیں اور بہت مشکل سے پاسپورٹ بنواتے ہیں لیکن اگر وہ جاتے ہیں تو ایک لاکھ کے بجائے تین لاکھ دیتے ہیں اور کل پاسپورٹ بن کر آجاتا ہے، وہ اسی پاسپورٹ میں دنیا میں کہیں بھی چلے جاتے ہیں، اگر دنیامیں دہشت گردی ہوتی ہے جو کچھ ہوتا ہے، اس میں بدنام پاکستان ہوتا ہے۔ کیا ہم نے اس چیز کی روک تھام کی ہے؟ ہم نے اس پر کبھیdebate کی ہے؟ جناب چیئرمین! بہت ساری چیزیں ہیں، بہت سارےissues ہیں۔ اگر ہم انسانیت کی بات کریں، اگر ہم مسلمانیت کی بات کریں۔ ہم نے ان کی چالیس سال تک مہمان نوازی کی ہے اور اچانک اب انہیں نکال رہے ہیں، اس کے لیے ہماری حکومت نے کوئیprocess لازمی رکھا ہوگا۔ میں بہت معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ صوبوں سے انہیں نکالا جارہا ہے تو وہاں ان کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ انسانوں جیسا سلوک نہیں ہو رہا ہے۔ میں صرف انسانیت اور مسلمانیت کی بات کر رہا ہوں۔ اگر ہم اس چیز کو دیکھ لیں۔

جناب والا! یہ کاروبار بن گیا ہے اور ہمیں ایک نیا کاروبار ہاتھ میں پکڑا دیا گیا۔ ہمارے لیے یہ ایک کمائی کا ذریعہ ہے۔ خدارا! ملک کی بات ہے، پچیس کروڑ عوام کی بات ہے۔ آپ دس، پندرہ ہزار لے کر چھوڑ دیتے ہیں، جب ایک، دو راتیں گزر جاتی ہیں تو انہیں دوبارہ پکڑ لیتے ہیں۔ اگر کوئیpolicy ہے تو اس پر implementation تو ہونی چاہیے۔ اگر کوئی officer سامنے آتا ہے تو اس کے خلاف کوئی کارروائی ہونی چاہیے۔ آپ ان کے گھروں میں گھستے ہیں، وہاں ہماری مائیں، بہنیں ہیں، کوئی اور نہیں ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ یہ انسانیت اور مسلمانیت کا ناتا ہے۔ اس لیے ان officersکے خلاف بھی کارروائی ہونی چاہیے، حکومت کی کوئیpolicy ہونی چاہیے۔ میرے علم کے مطابق حکومت نے اچھی policy بنائی ہے، شاید میں غلط ہوں، ان کے لیے کچھ پیسے بھی

رکھے گئے ہیں کہ جب وہ عزت کے ساتھ اپنے ملک واپس جائیں گے تو انہیں کچھ پیسے بھی دیے جاتے ہیں، properties کا issue ہے۔ جناب والا! وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، حکومت دیکھے کہ جن لوگوں کے ساتھ کوئی ناجائز ہو رہا ہے تو وہ دیکھیں۔ اگر انہیں کوئی مشکل پیش آ رہی ہے لیکن ہم نے ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آنا ہے۔

جناب والا! دنیا کی policy ہے کہ borders کھلے نہیں رہیں گے۔ افغانستان کے ساتھ طور خم سے لے کر آگے تک چلے جائیں، یہاں free تھا اور کوئی پوچھ گچھ نہیں تھی۔ یہ میرے علم میں تو نہیں ہے کہ جہاز پاکستان سے اڑائے جاتے ہیں اور وہاں بمباری کی جاتی ہے۔ پاکستان نے اپنی سرزمین کبھی بھی کسی کے حوالے نہیں کی کہ وہ یہاں سے اڑیں اور بمباری کر کے آئیں۔ بلکہ پاکستان میں جتنی دہشت گردی ہوئی ہے، ہمارے پاس شواہد موجود ہیں، کلبھوشن یادیو کی صورت میں سب سے بڑا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے۔ یہ کہاں سے آیا، کدھر سے آیا، parachute سے آیا، کدھر سے آیا؟ کسی طرف سے تو آیا تھا۔ جب باڑ لگی تو ہماری چیزیں کافی حد تک محفوظ ہوئی ہیں۔ کیوں؟ ہم اپنے پچیس کروڑ لوگوں کو کھلے آسمان تلے نہیں چھوڑ سکتے ہیں، نہ ہم اپنے بچوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ بلوچستان میں جتنی دہشت گردی ہوئی، اگر میں 2013-18 میں Police Lines کی بات کروں گا، وزیر داخلہ اس وقت بھی صوبے کے وزیر داخلہ تھے، فیاض سنبل سمیت وہاں ہمارے کتنے افراد شہید ہوئے ہیں۔ اگر میں Police Training School کی بات کروں، یہ بیٹھے ہوئے ہیں، میری بات کی تائید بھی کریں گے، اس میں ہمارے جوان شہید ہوئے۔ وکلا برادری کے لوگ جو ہماری cream تھے، وہ لوگ ہم سے چھین لیے گئے۔ اسی طرح دہشت گردی کے دوسرے بہت سارے واقعات ہوئے ہیں۔ کراچی میں، خیبر پختونخوا میں ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: سراج رئیسانی صاحب۔

سینیٹر منظور احمد: جی جناب والا! سراج رئیسانی صاحب ہیں، ہم نے تین سو شہداء ایک دن میں دیے ہیں۔ ہمیں ان چیزوں کو بھی دیکھنا ہوگا۔ میں اپنے ملک میں رہتا ہوں، میں نے اپنے ملک کے ساتھ وفاداری کرنی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم ان کے خلاف ہیں، ہم اپنے ملک کی بات کریں گے، ہم اپنی زمین کی بات کریں گے، ہم اپنی مٹی کی بات کریں گے، ہم اس کے دفاع کی بات کریں گے۔ ہم یہاں جو بیٹھے ہوئے ہیں یا جو دوسرے ادارے ہیں، ہم ہی اس کا دفاع کریں گے، کوئی دوسرا

نہیں آئے گا، ہمارے دشمن بہت ہیں۔ افغانستان میں کسی ملک کے بائیس کونسل خانے کھلتے ہیں، یہ بتایا جائے کہ کسی ایک ملک کے بائیس کونسل خانے وہاں کیوں کھلے ہیں، کس وجہ سے کھلے ہیں؟ ان کی کوئی تو وجہ ہو گی۔ ہمیں ان چیزوں کو ignore نہیں کرنا۔ یہ ہمارے بھائی ہیں۔

جناب والا! ان کے لیے کوئی timeframe دینا چاہیے، انہیں کچھ وقت اور دے دیں، انہیں عزت کے ساتھ اپنے ملک واپس بجھوا دیں، اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ چند لوگ اسے سیاسی issue بنا رہے ہیں۔2013-18 میں جو حکومت تھی، میں اس کا حصہ تھا، سرفراز بگٹی صاحب اس کا حصہ تھے، اس میں یہ تمام چیزیں ہیں اور چند ایسی چیزیں ہیں جو record پر ہیں جبکہ آج کچھ لوگ اس پر سیاست کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں وہ الفاظ یہاں نہیں کہنا چاہتا ہوں، میں ان پارٹیوں کی یہاں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں کہ اُس وقت ان کے الفاظ کیا تھے اور اِس وقت ان کے الفاظ کیا ہیں۔ اس لیے double standard نہیں ہونا چاہیے۔ جب آپ اقتدار کی بات کرتے ہیں اور اقتدار میں آنے کی کوشش کرتے ہیں تو پھر آپ کا لہجہ، آپ کی language change ہو جاتی ہے۔ آپ اقتدار لینے کے لیے کچھ اور ہوتے ہیں اور جب آپ اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو آپ کے لہجے میں پھر change آجاتی ہے، آپ پھر اس طرح کی statements سے ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب والا! دنیا کا ایک آئین ہے اور پاکستان بھی اپنا ایک آئین رکھتا ہے۔ اس آئین کے تحت ہم بھی رہنا چاہتے ہیں، اس آئین کے دائرے میں ہم تمام چیزوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔ یہاں جتنے دوست بیٹھے ہوئے ہیں، سب یہی چاہتے ہیں کہ illegal لوگ عزت کے ساتھ اپنے ملک واپس چلے جائیں اور ہم انہیں hospitality دیں گے۔ یہاں وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہم حکومت سے درخواست کریں گے کہ اگر ان کے لیے کوئی timeframe ہونا چاہیے، اتنی جلدی نہ ہو، ان کی مجبوریاں ہوں گی، ان کی جائیدادیں ہوں گی، حکومت کوئی policy دے تب ہی یہ چیزیں چل سکتی ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ معزز سینیٹر دلاور خان صاحب۔

Senator Dilawar Khan

سینیٹر دلاور خان: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! Caretaker Government کے لئے جو اتنے سوالات کے انبار لگائے جاتے ہیں، میں ان کے لئے ایک شعر پڑھتا ہوں۔

تو نے دنیا و آخرت کا حساب مانگ لیا
ہم تو آئے تھے تیرے در تیرے درشن کے لئے

یہ motion جو move ہوا ہے، میں اس پر آتا ہوں۔ ہم یہ بات United Nations اور دیگر ممالک کو بتانا چاہتے ہیں کہ جب حکومت پاکستان نے چالیس سال پہلے افغان مہاجرین کو پناہ دی تو یہ کتنے عرصے کے لئے تھی۔ میرے سارے بھائی illegal refugees کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ آیا ہم United Kingdom, America and Dubai میں بغیر ویزے کے ایک دن گزار سکتے ہیں۔ کیا پاکستان یاغستان ہے؟ اگر ہم اسلامی تاریخ سے سبق لیں تو یہ دیکھیں گے کہ نبی کریم ﷺ نے ہجرت کی۔ وہ مدینہ چلے گئے اور اس کے بعد مہاجرین اور انصار کا بھائی چارہ دیکھنے کو ملا۔ آج تک ان انصار کو ہم بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انہیں کتنے بڑے درجات دیے گئے ہیں۔ کسی انصار کے گھر میں دو رکعت نفل پڑھیں، اس کا عمرے جتنا ثواب ہے۔ پاکستان سے باہر دنیا کے کسی ملک میں آپ کسی افغان مہاجر سے ملیں اور اس سے پاکستان کے بارے میں پوچھیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ کیا زہر منہ سے اگلتا ہے۔ وہ اس خطے کو اپنا تاریخی حصہ سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ 1893 میں جب انگریز نے امیر عبدالرحمن کو بالاحصار پشاور میں 100 سالہ معاہدہ دستخط کروایا تو وہ اس وقت ہتھکڑیوں میں تھے اور یہ معاہدہ اس وجہ سے جبر پر ہوا اور ہم اسے نہیں مانتے ہیں۔ اس معاہدے کی وجہ سے Durand Line کھینچی گئی۔ 1947 سے پہلے برصغیر پاک و ہند کا جغرافیائی نقشہ و محل وقوع کچھ اور تھا۔ ظہیر الدین بابر فرغانہ سے روانہ ہوا اور اس کے بعد پورے انڈیا پر اس کی حکومت قائم ہوئی۔ بحیثیت پختون پھر میں بھی یہ claim کر سکتا ہوں کہ شیر شاہ سوری اور فرید خان پختون تھے اور چونکہ اس وقت پورے انڈیا پر ان کی حکومت تھی تو میں پختون ہوں اور مجھے پورا انڈیا دے دو۔ ایسے نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب! جب Durand Line کھینچی گئی تو یہ اس وقت کی کہانی تھی۔ اگر تاج برطانیہ کی حکومت بر صغیر میں رہتی تو بھی افغان حکومت یہی کہتی کہ مارگلہ تک کا علاقہ ہمارا ہے۔ آپ ان کی نجی محفلوں اور اسکولوں میں یہ بات سن سکتے ہیں۔ ابھی سینیٹر منظور احمد نے پاکستان کے باڈر پر افغانستان میں 22 انڈین consulates کی بات کی۔ اتنے consulates بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ اس لئے ہیں کیونکہ یہاں سے بھاگ کر جانے والے دہشت گردوں نے وہاں پناہ لی ہوئی ہے اور ہم اس بات سے بے خبر نہیں ہیں۔ ہم اپنی حکومت کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں کہ ہم نے افغانی سفیر کو امریکہ کے حوالے کیا۔ ہم اس چیز کو بھی support نہیں کرتے۔ اس وقت ریاست پاکستان کا جو فیصلہ تھا، وہ تھا لیکن آپ اپنے 80 ہزار شہداء کو بھی دیکھیں۔ ان میں کتنے باوردی اور کتنے civilians ہیں۔ اس بات کا بھی ذکر کرنا چاہیے۔ ہمارے ساتھ وقتاً فوقتاً زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ باپ گھر سے بچوں کی روزی کے لئے مزدوری کرنے کے لئے نکلتا ہے لیکن پھر اس کی مسخ شدہ لاش گھر لے کر آتے ہیں۔ میں اس دن Standing Committee on Interior کی میٹنگ میں بیٹھا تھا۔ ابھی وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں۔ وہ اس بات کا نوٹس لیں کہ ایک شناختی کارڈ جو کسی افغانی کا تھا، اس پر 43 mobile SIMs registered تھے۔ آیا یہ SIMs ہمارے گلوں میں پھولوں کے ہار ڈالنے کے لئے نکلتے تھے؟ ان پر پھر 14 یا 15 دہشت گردی کے واقعات ہوئے۔

جناب! بارڈر کے اس طرف افغانی بھائیوں کے ساتھ ہمارا بھائی چارہ والا معاملہ ہے۔ پاکستان نے انہیں انصار کی طرح چالیس سال پناہ دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ United Nations اپنے مقاصد میں ناکام ہوئی لیکن میں تو کہتا ہوں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئی۔ وہ اس کام کے لئے بنی تھی کہ غریب اور کمزور ممالک کے سروں کو دبائیں گے اور کچلیں گے اور سپر پاور ریاستوں کا دفاع کریں گے۔ آج آپ غزہ کو دیکھیں۔ United Nations کہاں ہے؟ افغانستان کو دیکھیں۔ اس وقت United Nations کہاں تھی؟ کیا امریکہ اور United Nations افغان قوم کو بے یارومددگار چھوڑ کر نہیں گئے؟ روس کے خلاف ہم نے جہاد لڑا۔ کیا یہ بات سب سے ڈھکی چھپی ہے کہ جنگ کے بعد امریکہ اور دیگر ممالک کی افواج نے افغان قوم کو بے یارومددگار چھوڑا اور پھر وہاں war lords بنے۔ اس کے نتیجے میں طالبان حکومت آئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ریاست پاکستان اپنے فرائض ذمہ داری کے ساتھ ادا کر رہی ہے۔ ہم چیزوں پر انگلیاں تو اٹھاتے ہیں لیکن شاید

وہ چیزیں ہمارے نوٹس میں نہ ہوں جو خفیہ اداروں، وزارت داخلہ اور حکومت پاکستان کی نظروں میں ہوتی ہیں۔ میری گزارش حکومت وقت سے یہی ہے کہ اس مسئلے پر ایک in-camera meeting بلوائیں۔ جن باتوں کے متعلق ہم بے خبر ہیں، ہمیں ان پر on board لیا جائے۔ اگر اس پالیسی میں حکومت وقت سے کوئی کمی رہ گئی ہو تو ہم اپنے تجاویز دیں گے اور پھر یہ اس پالیسی میں شامل کر دیے جائیں، شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر عابدہ عظیم۔

Senator Abida Azeem

سینیٹر عابدہ عظیم: جناب چیئرمین آپ کا شکریہ جو آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ ابھی honourable Senators نے افغان مہاجرین پر بات کی۔ میں بھی مختصراً بات کرنا چاہتی ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ ان کے دلوں میں افغان مہاجرین کے لئے محبت اور درد ہے۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ کچھ دنوں سے ملک میں افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ مہاجرین نکالنے کے نام پر ایک دم صرف افغان مہاجرین پر crackdown start ہوا ہے۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ جس شخص کے پاس مہاجر کارڈ ہے، اسے بھی تنگ کیا جارہا ہے۔ اس میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے پچھلے چالیس سال سے افغانستان دیکھا ہی نہیں ہے۔ ایک دم پوری فیملی کے ساتھ افغانستان جا کر وہاں اپنے لئے گھر ڈھونڈنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس کے ساتھ نگران حکومت نے صرف پاکستانی پچاس ہزار روپے اپنے ساتھ لے جانے کا حکم جاری کیا ہے۔ ہمارے پچاس ہزار پاکستانی روپے، دس ہزار افغانی کرنسی کے برابر ہیں۔ دس ہزار افغانی کرنسی میں ایک بندہ کیسے فیملی کے ساتھ گزارہ کر سکتا ہے۔ لوگوں نے افغانستان جانے کے لئے جو ٹرک کرایہ پر لیا ہے، اس کا کرایہ 70 سے 90ہزار روپے ہے اور میرے خیال میں یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے۔ یہاں پر اچانک مکانات گرانے پر پاک افغان بارڈر پر لوگوں کا بہت رش لگا ہوا ہے اور سرکار کی طرف سے ان کو پانی تک مہیا نہیں کیا گیا۔ لوگوں کو افغانستان جانے میں بہت ذلیل و خوار کیا جارہا ہے اور ہم یہاں انسانی حقوق پر بہت سی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم صرف تقریریں کرتے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہاں پر وزیر صاحب سے کہہ دیں کہ ان کے لیے کچھ کریں اور یہاں پر جب مسئلہ فلسطین پر اجلاس ہو رہا تھا تو میں نے تب بھی چمن پاسپورٹ پر بات کی تھی کہ یہ پشتون قبائل کا پاسپورٹ ہے وہ ہمیں

کسی صورت قبول نہیں ہے اور وہ لوگ دھرنا دیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کسی کو اتنی فرصت نہیں ملی کہ وہاں پر جا کر ان کے مسائل سنے اور ان کے مسائل حل کرنے کی کوئی تجویز دے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ خدارا! وہاں پر جائیں اور ان کے مسائل حل کریں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عرفان صدیقی۔

Senator Irfan-ul-Haque Siddiqui

سینیٹر عرفان الحق صدیقی: بہت شکریہ۔ بہت تفصیل سے تمام پہلوؤں پر بات ہو گئی ہے۔ علامہ اقبال کے تذکرے ہوئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ علامہ نے افغانستان کو ایشیاء کا دل قرار دیا تھا اور ان کے فارسی اشعار ہیں:

آسیا یک پیکر آب و گل است
ملت افغان در آن پیکر دل است
از فساد او فساد آسیا
از کشاد از کشاد آسیا

افغانستان ایشیاء کا دل ہے اور ملت افغان اس پیکر کے اندر دل کی طرح دھڑکتی ہے اور اگر افغانستان کے اندر بدامنی ہوتی ہے اور فساد ہوتا ہے تو ساری ملت میں فساد ہوتا ہے اور اگر افغانستان کے اندر امن ہوتا ہے، آشتی ہوتی ہے اور سکون ہوتا ہے تو عالم اسلام میں بھی سکون ہوتا ہے۔ عالم اسلام کو تو ہم ایک طرف رکھ دیتے ہیں لیکن پاکستان کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب بھی افغانستان کے اندر بے چینی کی لہر اٹھتی ہے اور بدامنی کی لہر اٹھتی ہے تو اس کے ڈانڈے پاکستان تک ضرور آتے ہیں۔

جناب والا! ہماری تاریخ بہت عجیب و غریب سی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 1980 کے قریب سلسلہ شروع ہوا مہاجرین کی آمد کا، اس وقت ایک جنگ میں ہم شریک تھے اور ہمیں ایک غیر منتخب حکومت نے یہ باور کروایا تھا کہ یہ جہاد ہے اور ہم اپنے افغان بھائیوں کے شانہ بشانہ روس کے خلاف لڑیں اور ہم لڑتے رہے اور اسے جہاد سمجھتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور صاحب آئے اور انہوں نے کہا کہ نہیں اب جو جہاد ہے وہ افغانوں کے خلاف ہے اور اب امریکہ کے شانہ بشانہ ہو کر لڑنا جہاد ہے۔ یہ دونوں حقائق ہیں اور یہ دونوں غیر منتخب حکومتیں تھیں اور غیر منتخب

حکمران تھے۔ اس کے بعد تین حکومتیں پیپلز پارٹی کی آئیں، تین حکومتیں ہماری پی ایم ایل(ن) کی آئیں، ایک حکومت پی ٹی آئی کی آئی اور بیچ میں مارشل لاؤں کی حکومتیں آتی رہیں لیکن چالیس، بیالیس سال میں افغانوں کے بارے میں یا افغان مہاجرین کے بارے میں ہم نے کوئی ٹھوس پالیسی، کوئی واضح پالیسی، کوئی دوٹوک پالیسی وضع نہیں کی اور نتیجہ یہ ہے کہ جو مہاجرین 1980 کی دہائی میں یا اس کے آغاز میں آئے، ان کے بچے پیدا ہوئے ان کی شادیاں ہوئیں اور اب ان کے بچوں کی شادیاں بھی ہو چکی ہیں۔ تین نسلیں یہاں پر آباد ہو چکی ہیں ان کی اور ان تین نسلوں کے بعد ہمیں اچانک یہ احساس ہوا ہے کہ شاید ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے اور ہمیں اس غلطی کا ازالہ کرنا چاہیے۔

ابھی میرے بھائی دلاور خان نے کہا کہ ہم امریکہ جائیں اور اگر ایک دن ہمارا stay over ہو جائے تو ہمیں نکال دیتے ہیں، دبئی جائیں تو یہی ہوتا ہے، برطانیہ جائیں تو یہی ہوتا ہے اور وہ اس لیے ہوتا ہے کہ آپ ویزا لے کر جاتے ہیں، آپ کو بغیر ویزا کے کوئی نہیں آنے دیتا۔ یہاں یہ کون سے ویزے لے کر آئے تھے؟ کیا آپ نے ان کو ویزے جاری کیے تھے؟ کیا یہ اوپر سے چھاتا برداروں کی طرح آئے تھے؟ کیا یہ ٹینکوں پر سوار ہو کر آئے تھے؟ اس وقت تو آپ نے اپنی باہیں کشادہ کی تھیں اور کہا تھا کہ ہم تو انصار ہیں، ہم ان کو welcome کرتے ہیں، یہ ہمارے بھائی ہیں، اس وقت اسلامی اخوت کا بڑا چرچا ہوا تھا۔ ٹھیک ہے، یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن کیا آج وہ اسلامی اخوت مر گئی ہے؟ چلیں یہ درست ہے کہ جو غیر رجسٹرڈ افغان یہاں قیام پذیر ہیں، ان کو یہاں رہنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ یہ اچھی بات ہے، دنیا کا کوئی بھی ملک اس بات کی اجازت نہیں دیتا اور ہمیں بھی ایسی اجازت نہیں دینی چاہیے لیکن اس غیر رجسٹرڈ کا تعین کرنے کے لیے کوئی mechanism تو بنائیں، کوئی مشینری تو بنائیں۔ یہ کیا کہ آپ نے مجھے تو پکڑ لیا اور تھانیدار کے حوالے کر دیا۔ علاقے کا تھانیدار اور اس کے سپاہی ڈنڈے لے کر پھر رہے ہیں اور لوگوں کو کہہ رہے ہیں کہ بھئی تم بھی نکلو، تم بھی نکلو۔ بھئی کوئی tribunal ہی بنا دیں۔ ملک میں دس، بارہ، پندرہ یا بیس tribunal بنا دیں تاکہ اگر مجھے پکڑیں تو میں اس کے سامنے پیش ہو جاؤں کہ جی یہ میرے کاغذات ہیں اور یہ لوگ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔ کہیں تو کوئی انصاف کا دروازہ رکھیں۔ یہ لوگ کوئی بھیڑ بکریاں نہیں ہیں جو ہمارے باڑے میں بندی ہوئی ہیں اور ہم نے انہیں ڈنڈے مار کر نکال دیا کہ جی جاؤ یہاں سے اور یہ کام آپ ان دنوں میں کر رہے ہیں جب غزہ میں قیامت آئی ہوئی ہے۔ غزہ کے

لیے تو ہم مرے جارہے ہیں، روز نوحے پڑتے ہیں، روز تقریریں کرتے ہیں اور یہاں اپنا یہ حال ہے کہ ان مسکینوں اور غریبوں کو جن کے گھروں میں کچھ نہیں ہے، نکال رہے ہیں اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جاتے ہوئے کسی نے ٹرنک لادا ہوا ہے، کسی نے چارپائی لادی ہوئی ہے، کسی نے بستر باندھا ہوا ہے اور ساتھ بچے بھی رو رہے ہیں کہ ہم کہاں جارہے ہیں۔ بھئی کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ آپ ضرور یہ کام کریں لیکن کچھ mechanism بنا کر کریں۔ یہ ایوان تو موجود تھا نا۔ آپ اسی ایوان میں آجاتے کہ جی ہم یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ ہم آٹھ، دس سینیٹر مل بیٹھ کر بات کرتے اور کوئی لائحہ عمل نکالتے۔ میں اپنے چھوٹے بھائی جن کو میں بھائی کم اور بیٹا زیادہ کہتا ہوں، بگٹی صاحب سے یہ کہوں گا کہ ہمیں ان کی intentions پر کوئی شک نہیں ہے، بلاشبہ پاکستان میں بہت زیادہ مسائل ہیں اور جو unregistered refugees ہیں جن کو آپ افغانی کہہ لیں یا کچھ بھی کہہ لیں، ہم دھوکا دینے کے لیے کہتے ہیں کہ جی ہم صرف افغانیوں کو نہیں نکال رہے ہیں، ہم تو ہر غیر قانونی غیر ملکی کو نکال رہے ہیں۔ یہاں پر ایسا کون سا غیر ملکی ہے جو پناہ لیے بیٹھا ہے؟ کیا کوئی برطانیہ یا امریکا سے آئے ہوئے ہیں؟ کوئی گورے ہیں یہاں پر؟ یہاں پر سوائے افغانیوں کے اور کون ہیں ہمارے ملک میں؟ ہم سیدھے سبھاؤ یہ کہیں کہ ہاں جی کچھ آگئے تھے، جو یہاں بس گئے تھے، ان کی تین نسلیں یہاں پر جوان ہو گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو رجسٹرڈ نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو عزت و احترام کے ساتھ کسی mechanism کے تحت واپس بھیجیں۔ یہ نہ ہو کہ ہماری چالیس سال کی محنت، قربانی، ایثار، اخوت، بھائی چارہ اور ہمدردی سب کچھ خاک میں مل جائے۔ کیا آپ انہیں یہاں سے دشمن بنا کر بھیج رہے ہیں؟ وہ خیر سگالی کے ساتھ نہیں جارہے ہیں۔ وہ وہاں جا کر آپ کے بارے میں کوئی حرف خیر نہیں کہیں گے۔ ڈار صاحب نے بجا طور پر اشارہ کیا ہے کہ جب آپ پچاس، ساٹھ ہزار پاکستانیوں کو کیونکہ یہ پاکستانی ہیں، جب طالبان نے کہا کہ ہماری وہاں پر حکومت بن گئی ہے تو ان کو لے جاؤ اور بقول سابق وزیراعظم کے ان میں پانچ، چھ ہزار ایسے تھے جو hardened criminals تھے، ان کو بھی ہم لے آئے۔ جب آپ اپنے لوگ لا رہے تھے تو اس وقت یہ بات کرتے کہ جی آپ اپنے لے جائیں، ہم اپنے لے جاتے ہیں۔ اس وقت تو آپ نہیں بولے۔ اب آکر اچانک یہ سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور اگر ہو ہی گیا ہے تو اس کو تہذیب کے قرینوں کے اندر لے کر آئیں، سلیقے سے کام کریں، ڈنڈے مار کر نہ بھگائیں۔ ان کو پولیس کے ہتھے نہ چڑھائیں اور

وہ پولیس والے کہیں کہ تم اس گھر میں چلے جاؤنوکر بن کر، ہم تمہیں بھول جائیں گے، ہم تمہیں نہیں پوچھیں گے۔ جناب والا! یہ ایک ظلم ہو رہاہے اور اس ظلم کا ازالہ ہونا چاہیے۔ آپ یہ کام اچھے طریقے سے بھی کر سکتے ہیں اور خوش اسلوبی سے بھی کر سکتے ہیں اور دنیا بھر میں آپ رسوائی سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اب تو عالمی ادارے بھی اس بات پر آواز اٹھارہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اس لیے گزارش صرف اتنی ہے کہ یہ کام ضرور کریں لیکن سلیقے اور قرینے سے اور انسانی تہذیب کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کریں۔ یہ ڈنڈا ماری نہ کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر مولانا فیض محمد صاحب۔

سینیٹر مولانا فیض محمد: (عربی) جناب چیئرمین! میں اکثر ایک۔۔۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی مولانا صاحب، نماز کا وقت ہے۔

Senator Molvi Faiz Muhammad

سینیٹر مولوی فیض محمد: جی ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! مسائل اتنے ہیں کہ فارسی کا ایک مصرعہ ہے (فارسی) اتنے زخم ہیں کہ میں پتا نہیں کس پر پنبہ رکھوں۔ فلسطین کا مسئلہ ہے، اس کے لئے بھی ہم رونارو رہے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے مسائل ہیں، جن کے لئے ہم رونا رو رہے ہیں۔ ابھی یہ نیا مسئلہ ہے کہ افغانستان کے لوگ واپس جارہے ہیں، ان کے لئے تین جگہوں پر ان کی مائیں روتی ہیں جیسے فلسطین میں مائیں روتی ہیں۔ جس طرح کشمیر کی مائیں روتی ہیں، اسی طرح بلوچستان کی مائیں روتی ہیں۔ اب یہ جو سرحد پر پڑے ہوئے لوگ ہیں، اس میں چمن میں ہیں جو مجھے معلوم ہے کہ ان کی مائیں اپنے بچوں کے لئے رو رہی ہیں۔ اس رونے پر حکومتی سطح پر ہمیں رحم آنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں نماز لمبی پڑھوں، نماز میں قرآن زیادہ پڑھوں لیکن میں بچے کا رونا سنتا ہوں تو میں ہلکی نماز پڑھتا ہوں، کم پڑھتا ہوں، قرأت کم کرتا ہوں، کیوں؟ کیونکہ اس کی ماں پریشان ہو گی۔ نماز مومن کی معراج ہے، اللہ کا نبی اللہ سے بات کر رہا ہے۔ اللہ کا نبی ان ماؤں کی وجہ سے اپنی تلاوت میں کمی کرتے ہیں تاکہ ان کی پریشانی کم ہو۔

اب یہ تو مصیبتیں ہیں، فلسطینی بے چاروں کے لئے باتیں تو ہو رہی ہیں اور کام کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ میں بلوچستان سے ہوں، ابھی مہینہ ڈیڑھ باقی بچ گیا ہے، ہر وقت ہم اسی کے لئے روتے ہیں

لیکن کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔ آپ تعجب کریں گے کہ ملازمتیں حاصل کرنے کے لئے دوسرے صوبوں والے شناختی کارڈ بنواتے ہیں اور اپنے آپ کو بلوچستان کا کہہ کر وہاں ملازمتیں حاصل کر لیتے ہیں۔ چپڑاسی بھی اپنے صوبوں سے وہاں لے کر چلے جاتے ہیں۔ چیئرمین صاحب، اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ ایک کمیٹی بنادیں، ہمیں بھیجیں، ہم سینڈک، ریکوڈک اور جہاں بھی یہ کارخانے ہیں ان میں معلوم کریں کہ مقامی لوگ وہاں کے ان ملازمتوں میں کتنے ہیں اور باہر سے آئے ہوئے کتنے ہیں؟ پھر وہاں کی سکیمیں ہیں، طاہر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کو معلوم ہے کہ وہاں اتنی معدنیات ہیں لیکن ان کو نکالنے کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ اگر نکالتے ہیں تو اس کے لئے کہاں سے لوگ آتے ہیں؟ کراچی کے جو لوگ لندن میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے نام پر lease ہوتی ہیں۔ آپ یقین کریں، اللہ جانتا ہے کہ وہ مائیں اپنے بچوں کو لے کر اور اپنے خیموں کی لکڑیوں کو اپنے سروں پر رکھ کر، جو باپ دادا کے دور سے، کئی پشتوں سے ان کی ملکیت ہے، ان کو اتارا جاتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے، میں فلاں کے ہاتھ میں آگیا ہوں کوئی توجہ نہیں، ایسا کیوں ہوتا ہے۔

باپ دادا کے زمانے سے یہ بلوچستان کے جزیرے ہیں، کہتے ہیں کہ جی یہ مرکز کے ہاتھ میں ہونے چاہیئیں۔ یہ غیر مناسب باتیں ہیں۔ ہماری معدنیات مقامی لوگوں کے نام پر lease کی جائیں۔ اسی طرح بلوچستان میں جو حالات خراب ہیں، ہم سمجھتے ہیں، زیادتیاں ہوتی ہیں لیکن اس کے لئے آپ انصاف کریں، وفد بنائیں۔ جہاں تک ملازمتوں کا مسئلہ ہے کہ جو وہاں لگے ہوئے ہیں ان کی نیشنلٹی کہاں کی ہے۔ وہاں کے مقامی لڑکے اپنی اسناد لے کر پھرتے ہیں، ان کو وہاں ملازمت نہیں ملتی ہے۔

پھر جو افغانستان کا مسئلہ ہے یہ صرف ان کا نہیں ہے، ہمارا بھی مسئلہ تھا، اللہ نے ہمیں بچایا۔ آپ بلوچستان نہیں گئے ہیں، میں عرض کروں کہ ایران میں جو ہماری ریلوے لائن جاتی ہے اس کے راستے سے، اس میں ہمارے ہاں مورچے بنے ہوئے ہیں کہ روس حملہ کر رہا ہے، گوادر پر قبضے کے لئے ہم پر حملہ ہوگا، ہمارے ہاں اب تک وہ مورچے موجود ہیں روس کے ڈر کی وجہ سے۔ اللہ نے اس کو ہم سے دور کیا اور اس میں صرف افغانستان نہیں ہے۔ آپ کے پاکستان کا کوئی صوبہ نہیں ہوگا کہ جہاں کے بچے وہاں شہید نہیں ہوئے ہیں۔ اس کو ان کے ذریعے سے روس کو اللہ نے واپس کیا جیسے

ادھر آنے کی وجہ سے ان پر یہ ہمارا احسان ہے تو ہم پر بھی ان کا احسان ہے کہ ہمیں اپنے مورچوں میں بیٹھنے کی ضرورت نہیں پڑی اور وہ پہلے ہی واپس ہو گئے۔

پھر اس کے بعد دوسرا امریکہ آیا، اس نے کہا کہ میں بھی اپنے آپ کو دیکھوں ، چیئرمین صاحب، معاف کرنا ایک واقعہ ہے، ایک دکاندار تھا، وہاں سے ایک بھینس گزرتی تھی تو اس نے کہا کہ اس بھینس کے جو سینگ ہیں ، ان میں آدمی اپنا پاؤں ڈالے تو یہ اس کو کتنا کھینچے گی۔ بس ایسے کرتے کرتے ایک دن اس نے اپنا پاؤں ڈال دیا کہ میں دیکھوں اور بھینس نے اس کو اٹھایا، پیر ٹوٹ گیا، لوگ جمع ہوئے۔ ارے یہ تم نے کیا کیا؟ مالک کو کہا کہ یار اس کو چھوڑو، ہم اس کے سینگ کو کاٹ ڈالیں تو پھر اس کا پیر نکل جائے گا، کہا کہ نہیں اتنے پیسے دے دو ٹھیک ہے ورنہ کاٹنے نہیں دوں گا۔ اچھا پیسے لے لو، پیسے بھی دیئے اور پیر بھی ٹوٹ گیا۔ اب لوگ اس کو ملامت کر رہے ہیں کہ ایسا کیوں کیا؟ کہا یار کہ دل میں ایک خیال آیا ہوا تھا (سندھی) وہ میرا دل کا خیال اتر گیا۔ امریکہ کم بخت بھی بعد میں اسی طرح آیا۔ اس نے کہا کہ روس نے کیا، سکندر اعظم بھی یہاں آیا ، نہیں ہوا۔ روس نے بھی یہاں اپنا پیر اٹکایا اور تڑوا کر واپس چلا گیا۔

اب یہ ہے کہ یہ ہمیں ایک ہونے نہیں دیں گے۔ کوشش یہ ہو گی کہ افغانستان اور پاکستان ایک نہ ہوں۔ ادھر سے ہمارا دشمن انڈیا ہے۔ اس طرف سے ہم اس کو بنائیں اور مغرب کی طرف سے کچھ مذہبی لڑائیاں ہوں۔ صرف یہ سمندر کی طرف سے اللہ ہمیں بچائے، ہمیں یہ چاہیے کہ ہم نے انہیں اپنا مہمان رکھا، بہت اچھا کیا۔ تمہیں ان کو عزت کے ساتھ بھیجنا ہے، ان کو عزت کے ساتھ بھیجا جائے اور ان کے ساتھ ملنا چاہیے کہ ہم تمہیں عزت سے بھیجتے ہیں۔ چیئرمین صاحب! ہمارا ان کے ساتھ رشتہ ابھی کا نہیں ہے بلکہ احمد شاہ ابدالی کے زمانے سے لے کر آج تک یہ بلوچستان اور یہ ایک رہے ہیں۔ نصیر خان نوری جو بلوچوں کا بڑا تھا، گیارھویں صدی ہجری میں شاہ ولی اللہ دلی کے اندر تھا، اس نے احمد شاہ کو خط لکھا کہ مرہٹوں نے ہمیں تنگ کیا ہے۔ ہمارے بادشاہ دلی والے اپنے نشوں میں پڑے ہوئے ہیں تو یہاں سے احمد شاہ ابدالی نے نصیر خان نوری کو کہا کہ جہاد کے لئے جانا ہے ۔ نصیر خان نوری کی والدہ ،اماں، بی بی مریم وہ صالحہ جس نے اپنے بچے کو بغیر وضو کے دودھ نہیں پلایا تھا، وہ ماں ساتھ ہے۔ یہ احمد شاہ ابدالی، نصیر خان نوری نے پانی پت کے میدان میں جا کر انہوں نے جہاد کیا۔ اس زمانے سے ہم ایک ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب! نماز کا وقت ہے جی۔

سینیٹر مولوی فیض محمد: نماز کا وقت کافی ہے۔ اس زمانے سے ہم ایک ہیں۔ اس کے لیے بلوچستان کے لیے ایک آدھ وفد بنائیں۔ ہر جگہ ہم چلیں، ان کو دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوش رکھے، اللہ امن کے ساتھ رکھے۔۔۔

جناب چیئرمین: آمین۔

سینیٹر مولوی فیض محمد: اور ان کے ساتھ ملیں۔ کوئی وفد بنائیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Last speaker of this motion, Senator Humayun Mohmand, please.

Senator Muhammad Humayun Mohmand

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! یہ ایک بہت اہم issue تھا جس پر آج سارا دن ایک اچھی، productive بحث ہوئی۔ مشتاق صاحب اور صدیقی صاحب نے جو باتیں کیں، اس میں بہت ساری چیزیں۔۔۔۔

جناب چیئرمین: ایک سیکنڈ، یہ Order No. 27 deferred ہے کیونکہ ثانیہ نے request کی ہوئی ہے۔ جی۔

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: جناب! اس میں ہمارے معزز وزیر صاحب نے ایک بات کی وضاحت تو کردی اور I agree کہ illegal اور legal لوگوں کے درمیان فرق ہونا چاہیے۔ جو illegally رہ رہے ہیں، سب سے پہلے تو یہ پتا کرنا چاہیے کہ یہ illegal ہوئے کیسے تھے۔ جو root cause ہے اس کو ہم لوگ کبھی address کرتے نہیں، ہم صرف symptoms کو address کرتے ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ آئے تھے، مجھے تو بڑی حیرت ہوئی، کوئی کہہ رہا تھا کہ ایک ایک لاکھ روپے دے کر آرہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ ابھی کہہ رہے تھے کہ پانچ ہزار روپے دو تو اِدھر سے اُدھر کر لیتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ ہم کدھر ہیں لیکن overall جب ہم یہ چیز کرتے ہیں تو اسے جب ہم track کرتے ہیں تو یہ 1980s اور 1990s کی پالیسیاں تھیں، اس کے بعد ہوا ہے۔ مجھے عجیب بات لگی تھی، ہمارے معزز قائد ایوان تھے، وہ باتیں شروع کرنے لگے کہ یہ پچھلے دور میں، ایک عجیب سی بات ہے، ان کو شاید پتا نہیں ہے کہ یہ فیصلے ایک بندے کے نہیں ہوتے، اس میں سارے ادارے ایک ساتھ بیٹھ کر Head of the State کے ساتھ discussions ہوتی ہیں اور

آج بھی جو decision ہے، I am sure کہ موجودہ حکومت کے ساتھ باقی لوگوں نے discussions کرکے اس نتیجے پر پہنچے ہوں گے۔

پھر ان لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ لوگوں کو انہوں نے رہا کر دیا، دہشت گرد اور یہ، سب کچھ، حالانکہ جب میں retrospectively جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ 2001 سے لے کر 2023 تک، جو سب سے پرامن وقت تھا، وہ ساڑھے تین سال کا جو پاکستان تحریک انصاف کا وقت تھا۔ اس ملک کا سب سے پرامن وقت in the last two and a half decades. اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ تھوڑا بہت پڑھتے نہیں ہیں اور تھوڑا بہت ان کو علم نہیں ہے۔ وہ ایسا ہوتا ہے کہ بہت سارے papers publish ہوئے ہیں، 2008 میں، اوسلو میں ایک International Peace Research Institute ہے، انہوں نے بھی ایک paper publish کیا تھا: "We don't negotiate with terrorists: Legitimacy and Complexity in Terrorist Conflicts" جناب! اس پورے پیپر اور اس ریسرچ میں دو تین main چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے کیا تھا ایک تو IRA کو اور British Government کو سامنے رکھا تھا۔ ایک انہوں نے Moro Islamic Liberation Front جو MILF Philippines میں تھا، ان کو سامنے رکھا تھا اور اس کو دیکھا تھا کہ جب Britishers نے IRA والوں کی بعض چیزوں کو انہوں نے accept کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہاں، یہ آپ کی genuine demands ہیں اور اسی طریقے سے فلپائن حکومت نے بھی ان کی جب کی تھی تو وہ دونوں چیزیں اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھیں۔

انہوں نے کہا تھا کہ "Negotiation with terrorists can lead to their legitimacy but also encourages to transform them into a non-violent actor". بعض مرتبہ آپ کو ان چیزوں کو دیکھنا پڑتا ہے اور research papers کو پڑھنا پڑتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "Separate peace process could be conducted with different local groups reducing global reach or regional reach". مطلب کہ آپ کے جو local ادارے ہیں یا local groups ہیں جو international terrorist group کے ساتھ مل کر کچھ کر رہے ہیں، جب آپ ان کی grievances کو address کرتے ہیں تو وہ

اپنے آپ کو international group سے disassociate کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو negotiations table پر لے آتے ہیں اور وہاں ان کی discussions ہو جاتی ہیں۔

پھر جب آپ ایک group کو define as terrorist کرتے ہیں تو ان کی possibility of negotiation کو limit کر دیتے ہیں اور ان کے پاس آپ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں چھوڑتے ہیں کہ وہ extremism کی طرف چلے جائیں۔ اور کہتے ہیں کہ "Engaging through negotiations can potentially reverse isolating and radicalizing, this could strengthen the norms of non-violent policies". دوسرے الفاظ میں جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پچھلی حکومت میں ایک بندے نے یہ decision لیا تھا تو بنیادی طور پر آپ ایک طرف کہہ رہے ہو کہ میں politics کھیلنا نہیں چاہتا ہوں، دوسری طرف آپ actually politics ہی کھیل رہے ہو۔ دیکھیں politics کھیل نہیں رہے ہو، Let me rephrase it, politics تو بہت اچھی چیز ہے، وہ dirty politics کھیل رہے ہیں۔ وہ اس طرح کی چیزوں میں ایک بندے کو اس طریقے سے involve کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں اس کو malign کر رہے ہیں، حالانکہ وہ فیصلہ ایک بندے کا نہیں ہوتا، وہ ریاست کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اپنی نالائقیاں جو بیس، پچیس، تیس سال کی پالیسیاں تھیں، ان کو سامنے نہیں رکھا اور ہر ایک پر تنقید کرنا شروع کر دی۔

جناب چیئرمین! میں generally یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غیر قانونی لوگ، جیسے وزیر صاحب نے کہا تھا، میں اس کے ساتھ بات کو ختم کرنے کی کوشش کروں گا، ان کو isolate کر کے ان کو واپس repatriate کرنا صحیح بات ہے لیکن صحیح بات کا صحیح طریقہ بھی ہوتا ہے، صحیح بات کا غلط طریقہ بھی ہوتا ہے۔ اگر آپ صحیح بات کو غلط طریقے سے کرو گے تو وہ صحیح بات بھی غلط نظر آئے گی۔ اس کے لیے میرے خیال میں there are more than two or three ways of skinning a cat, میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو تھوڑا سا اس issue پر دیکھنا چاہیے، اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت ساری چیزیں ان کے mandate میں نہیں آتیں لیکن بہت ساری چیزیں وہ اپنے mandate سے باہر کر ہی رہے ہیں لیکن یہ ایک important issue ہے۔ تھوڑا بہت اسے address کرنا چاہیے لیکن جیسے ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ ذرا

پہلے ایوان کو ساری چیزیں، information تو دیں کہ یہ سارا ہوا کیسے تھا، یہ لوگ کب آئے تھے، کیسے آئے تھے، کس طریقے سے یہاں settle ہو گئے تھے تاکہ ہم بھی ان کی مدد کریں اور جو جو ان کے مسائل ہیں، ان کے لیے ہم ان کو support کر سکیں۔ اس کے ساتھ میں ان کو good luck کہتا ہوں اور ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو ضرور یہ چیزیں کرنی چاہییں لیکن dirty politics نہیں کھیلنی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: نماز کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر نمازِ مغرب کے لیے 15 منٹ کا وقفہ کیا گیا)

(نماز مغرب کے بعد جناب چیئرمین محمد صادق سنجرانی کی صدارت میں دوبارہ اجلاس شروع ہوا)

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے تو پہلے ہی بول لیا تھا، سرفراز صاحب اجازت دیں گے تو پھر بولیں، جی بولیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please, order in the House. Yes, Senator Umer Farooq.

Senator Umer Farooq

سینیٹر عمر فاروق: شکریہ، جناب چیئرمین اور میں وزیر داخلہ صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ جناب والا! ایک اہم motion ہے اس پر House نے بات بھی کی اور میں تھوڑا سا یہ concept بھی clear کرتا چلوں، ہمارے وزیر داخلہ صاحب کے ذہن میں یہ نہ ہو کہ ہم کسی چیز کو defend کر رہے ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں جو چالیس سالوں سے آپ کی پالیسی تھی، افغان مہاجرین کا انخلا جو جبری طریقے سے ایک short notice پر اور جس طریقہ کار سے، جس ذلالت اور پر تکلیف طریقے سے جس طرح وہاں پر ہو رہا ہے، یہ on ground realities ہیں جس کا ہمیں پتا ہے۔ افغان مہاجرین کیوں آئے؟ ہم نے اس وقت ان کے لیے کوئی پالیسی نہیں رکھی، افغان مہاجرین کے نام پر کروڑوں اور اربوں روپے لیے گئے اور اس کے ساتھ ساتھ بغیر documents کے، بغیر کسی کارڈ کے جو مہاجرین پورے پاکستان میں موجود ہیں، وہ کہاں سے آئے؟ ہماری چالیس سالوں کی جو افغان پالیسی تھی recently جس کا ہمارے اداروں نے اعتراف

بھی کیا کہ وہ غلط تھی، اس کے نتیجے میں وہ یہاں پر آئے۔ ہمارے جو borders ہیں، جو پہلے -un safe تھے، ان کے کہنے پر وہاں پر کچھ بھی نہیں، وہاں پر ایک تار لگائی گئی، باڑ لگائی گئی، اس کے بعد آج اگر واقعات کی کمی ہوئی ہے، یہ کون کہہ سکتا ہے کہ وہاں پر واقعات کی کمی ہوئی ہے؟ اس کے بعد وہاں پر بہت سارے دھماکے ہوئے، اس کی موجودگی میں بہت سارے واقعات ہوئے جس کا آج تک کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔ جیسا کہ یہاں پر آج کل بات ہو رہی ہے کہ بہت سارے واقعات میں وہاں کے لوگ ملوث ہیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ APS کا جو واقعہ ہوا جس کا دہشت گرد وہاں احسان اللہ احسان پکڑا گیا، وہ کہاں چلا گیا؟ آج تک اس کے بارے میں ہمیں یہاں پر بتایا گیا؟ جناب چیئرمین! یہاں پر ہمیشہ political جواب دینے کے لیے political لوگوں کو بٹھایا گیا ہے، وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اب وہ ان چیزوں پر جواب دیں گے، ان کو defend وہ کریں گے لیکن policy نہ آج ان کی تھی اور نہ پہلے کبھی ان کی تھی، یہ ہمارے اداروں کی پالیسی ہے۔ میں اس چیز کی حمایت کرتا ہوں کہ ہم اپنے اداروں کے سربراہان کو بلا کر یہاں پر بٹھائیں، ان سے یہ briefing لیں کہ آپ نے چالیس سالوں تک جو policy run کی آج اس کا نقصان کون بھگت رہا ہے؟ جناب والا! ہمیں اس چیز پر اعتراض نہیں ہے، بالکل ہونا چاہیے۔ جب یہ آئے، پہلے بھی ان سے پیسے لیے گئے، آج بھی double کاروبار شروع ہے، یہاں سے پکڑتے ہیں تب بھی پیسے لیتے ہیں، واپس چھوڑ کر پھر پیسے لیے جاتے ہیں۔ ہم وزیر صاحب کو صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک طریقہ کار ہونا چاہیے تھا۔ ہم خود یہ مان رہے ہیں، ہم نے چالیس سالوں تک ان کی خدمت کی، ہم نے بہت اچھا کیا لیکن چالیس سالوں کی خدمت کا آپ ان کو یہ سبب دے رہے ہیں کہ ایک مہینے کے اندر لاتوں اور ٹھڈوں کے ساتھ چار دیواری کو پامال کرکے لوگوں کے گھروں کو نیلام کرکے اس طرح نکالا جارہا ہے اور جناب چیئرمین! ان کو افغانستان میں جو sponsor کر رہے ہیں، ان کے لیے medical hospitals بن رہے ہیں وہ India and America کر رہے ہیں، ہم تو خود کہتے ہیں انڈیا اور امریکہ ہمارے دشمن ہیں۔ جس طریقے سے آپ ان کو نکال رہے ہیں، کیا وہ یہاں سے ایک اچھے طریقے سے اور خوشی سے جارہے ہیں؟ ان کو آپ ذلیل کرکے ناراض کرکے بھیج رہیں ہیں، ان کو آپ کے دشمن گھر بھی بنا کر دیں گے، ہسپتال بھی بنا کر دیں گے۔ یہ پاکستان کے لیے اچھا شگن ہوگا؟ یہ لوگ پاکستان کی اچھائی کے لیے کام آئیں گے؟ جناب چیئرمین! یہ ہمارے ملک کے لیے

ایک اور بڑا نقصان پیدا کرنے والے ہیں۔ ہماری موجودہ نگران حکومت سے صرف ایک درخواست تھی کہ آپ اس کے لیے ایک طریقہ کار بنائیں اور ان کو ایک time frame دیں۔ آپ نے انہیں اجازت نہیں دی کہ افغان مہاجرین اپنے ساتھ 50,000 روپے سے زیادہ کی رقم لے کر نہیں جا سکیں تو پھر یہاں پر جو ان کی پراپرٹیز ہیں، ان کے کاروبار ہیں یہ کس کے لیے رکھیں گے اور ان کی پراپرٹیز کن کو دی جائیں گی۔

جناب چیئرمین ! اس کی آڑ میں ایک نیا کاروبار گرم ہوا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے لیے بیٹھ کر تمام سیاسی جماعتوں کو اکھٹا کرکے ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے تاکہ ہماری چالیس سال کی مہمان نوازی جو کہ ہم نے بڑے احسن طریقے سے ادا کی ہے وہ خراب نہ ہو۔ آج ہم جو پاکستان سے لاکھوں افغان مہاجرین کو افغانستان بجھوانا چاہ رہے ہیں اُن کے ذہن میں پاکستان کے بارے میں کوئی منفی رجحانات نہ ہوں بلکہ ہم انہیں ایک اچھے طریقے سے پاکستان سے رخصت کریں۔ علاوہ ازیں، جیسا کہ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا کہ دہشت گردی کے حوالے سے ہم تمام سیاسی جماعتوں نے۔۔۔

جناب چیئرمین: سینیٹر عمر فاروق صاحب، آپ کو اپنی بات کرتے ہوئے دو منٹ ہو چکے ہیں۔

سینیٹر عمر فاروق: جناب ! میں دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ تمام سیاسی جماعتوں نے مشترکہ National Action کا طریقہ کار اپنایا لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ اس ایکشن پلان پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ ہم نے National Action Plan کو جس مقصد کے لیے بنایا تھا اُس کو انہوں نے پورا نہیں کیا۔ اُسی مقصد کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے جتنے دھماکے ہوئے، جتنا قتل عام ہوا، جتنے بھی لوگ مارے گئے آج تک ہمارے اس ایوان کو، اس بارے میں کبھی بھی آگاہ نہیں کیا گیا کہ کس حملے کے پیچھے کون کون لوگ ملوث تھے، کس کس کی منصوبہ بندی تھی اور اس کی وجہ کیا تھی؟ لوگوں کو کیوں مارا گیا، اس کی کیا وجوہات تھیں۔ ہمارے وکلا شہید ہوئے ہیں اور جو ہمارے بلوچستان کے مستونگ میں دھماکے ہوئے ہیں اور دیگر صوبوں میں جو دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں۔ آج تک ہمیں کسی بھی دھماکے کے بارے میں نہیں بتایا گیا، اس ایوان کو اُن کی وجوہات کے بارے میں آج تک آگاہ نہیں کیا گیا۔ آج ہم نگران وفاقی وزیر داخلہ کو کہنا چاہتے ہیں کہ وہ اس

پالیسی پر تھوڑا غور کریں اور ایک بہتر طریقے سے، ایک بہتر سیاسی حل کے نتیجے میں جیسا کہ بتایا جا رہا ہے کہ جس کے پاس کوئی documentation نہیں ہے اُس کو ایک بہتر اور اچھے طریقے سے پاکستان سے رخصت کریں تاکہ ہماری چالیس سال کی مہمان نوازی، اُسی طرح برقرار رہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر نسیمہ احسان صاحبہ، آپ بھی اس بارے میں بات کرنا چاہ رہی ہیں؟ جی پلیز۔

Senator Naseema Ehsan

سینیٹر نسیمہ احسان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس بارے میں بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ یہ ایک بہت اہم issue ہے جس پر آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ افغان مہاجرین کو اپنے وطن ضرور جانا چاہیے لیکن اس طرح نہیں جس طرح یہ عمل ہو رہا ہے، انہیں ایک طور طریقے کے ساتھ رخصت کرنا چاہیے۔ دُنیا میں آپ بہت سارے ممالک کو دیکھیں جہاں جہاں غیر ملکی، غیر قانونی تارکین وطن موجود ہیں اگر دیگر ممالک اُن تارکین وطن کو اپنے ملک میں خوشی سے نہیں رکھنا چاہتے لیکن انسانی حقوق کے تحت اُن کو پھر بھی رکھتے ہیں۔

جناب! یہی لوگ اُن حکومتوں اور ممالک کے لیے معاشی بوجھ بن جاتے ہیں اور یہی لوگ معاشی بدحالی اور بے روزگاری کی وجہ سے یقیناً پھر جرائم میں ملوث ہو جاتے ہیں اور crime بھی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں، جیسے کہ آج افغان مہاجرین کو پکڑ کر زبردستی بھیج رہے ہیں میں کہنا چاہتی ہوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی وجہ سے آج سے چالیس سال پہلے امریکہ نے پاکستان کو اربوں ڈالرز سے نوازا تھا۔ انہی ڈالروں کی وجہ سے پاکستان کے بہت سارے ایسے لوگ ہم میں موجود ہیں جو کہ اربوں پتی بن چکے ہیں اور وہ بھی ڈالروں کے حساب سے۔

امریکہ نے جو اربوں ڈالرز دیئے وہ ایک cold war تھی جو کہ Russia کے خلاف لڑی جا رہی تھی۔ آپ کو بھی یاد ہوگا کہ ہمارے اکابرین نے یہی کہا تھا کہ آج افغانستان کی بندوقوں کی نالی کابل کے طرف ہے اور اللہ نہ کرے، ایسا نہ ہو، خدانخواستہ، خدانخواستہ کسی دن انہی بندوقوں کی نالیاں اسلام آباد کی جانب ہوں۔ آپ ڈریں اُس دن سے اور وہ time آ بھی چکا ہے، یہ TTP وغیرہ تو یہی ہیں۔ لہٰذا ہمیں سمجھداری سے کام لینا ہوگا اس مد میں کوئی جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے

بلکہ ایک منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا ہوگا ایسا نہ ہو کہ یہ لاکھوں لوگ وہاں جا کر react کریں اور یہی لوگ TTP وغیرہ جوائن کریں اور اللہ نہ کرے کہ پاکستان میں یہی لوگ پھر دہشت پھیلائیں۔ ایک وقت تھا کہ ہم انہی افغان مہاجرین کے آنے پر خوش تھے کیونکہ ہمیں اربوں ڈالر ملے تھے۔

میں مزید کہوں گی، یہی افغان مہاجرین ایران بھی گئے لیکن ایرانی گورنمنٹ نے انہیں ایک خاص area کے اندر جو کہ انہی کے لیے متعین کیا گیا تھا۔ افغان مہاجرین سے ایرانی انتظامیہ پوچھتی تھی کہ کیا آپ مہاجر ہو یا مجاہد؟ اگر مجاہد ہیں تو پھر وہ افغان مہاجرین اپنا اسلحہ ایرانی انتظامیہ کے حوالے کر دیتے تھے اور جب بھی انہوں نے ایرانی حدود، ایران سے نکلنا ہوتا تھا تو وہ اپنا اسلحہ نکال کر لے جاتے تھے اور دیگر مہاجرین ایک مقررہ حدود کے اندر ہی رہتے تھے۔ اس کے برعکس پاکستان میں کیا ہوا، پاکستان میں اُن مہاجرین کو، اُن افغانیوں کو پورے پاکستان میں رہنے کی اجازت دے دی گی۔ انہیں کہا گیا جہاں اُن کا دل کرے وہ ٹھہریں۔ انہوں نے خیبر پختونخوا میں زندگی کا ایک طویل عرصہ گزارہ ہے اور انہوں نے زندگیاں اسی طرح گزاری ہیں۔ اب وہی افغانی جو بلوچستان میں رہ رہے ہیں انہوں نے بلوچستان اور KP میں اپنے بچوں کی شادیاں کی ہیں، بلوچستان میں بسنے والے لوگوں نے اپنی بچیوں کی شادیاں اور بچوں کی شادیاں کر رکھی ہیں اور اب اس طرح وہ افغان مہاجرین عجلت میں کہاں اور کیسے جا سکتے ہیں۔ آج آپ اُن لوگوں کے ساتھ زبردستی کیسے کر سکتے ہیں۔ ہر ملک میں ایک قانون ہوتا ہے، اگر کسی قانون کے تحت انہیں بجھوایا جائے تو یقیناً اس میں کوئی ناخوشگوار واقع نہیں ہوگا۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری پاکستانی گورنمنٹ افغانستان کی حکومت کے ساتھ مل بیٹھ کر بات کرے تاکہ ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ، خدانخواستہ لاکھوں لوگ وہاں پر جا کر کسی ایسی تنظیم کو جوائن کر لیں جو پاکستان کے حق میں بہتر نہ ہو اور اُن اداروں کو جوائن کریں جو کہ پاکستان کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ لہٰذا، آج ہمیں افغان حکومت کے ساتھ بیٹھ کر اس بارے میں بات کرنی چاہیے کہ ہم آپ کے لوگوں کو رخصت کر رہے ہیں اور آپ ان کے لیے کاروبار زندگی اور کاروبار کے مواقع پیدا کریں۔ حضور ﷺ کی حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ غربت انسان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ جناب عالی! ممکن ہے غربت کی وجہ سے یہ کسی ایسی organization میں شمولیت اختیار کر لیں کہ وہ ہمارے اور ہمارے ملک پاکستان کے حق میں نہ

ہواور ایسانہ ہو کہ ہم مزید مشکلات سے دو چار ہوں۔ دشمن قوتیں پاکستان کو عدم استحکام سے دو چار کرنا چاہتی ہیں اور ایسانہ ہو کہ یہ افغان مہاجرین اُن کے لیے افرادی قوت ثابت ہوں اور اُن کے ساتھ بیٹھ کر خدانخواستہ پاکستان کے لیے کوئی اور بڑا مسئلہ پیدا کریں اور دہشت گردوں کا ساتھ دیں اور دہشت گردی کا فروغ ہو۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستانی گورنمنٹ کو سمجھداری کا مظاہر کرنا چاہیے اور پاکستان اور افغانستان کی حکومتوں کو اس بارے میں بات کرنی چاہیے، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: محترم سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب، کیا آپ اسی پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضٰی: آپ دو منٹ دے دیجئے۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ ہم پاکستان میں رہتے ہیں اور اس ملک میں ایک دستور بھی ہے۔ الحمد للہ اس وقت جو دستور ہے بھلے ہم اُس پر عمل نہیں بھی کرتے یا کوئی بھی عمل نہیں کرتا۔ 1973 سے یہ دستور ہے اور اس سے پہلے کوئی provisional ہو گا اور اُس سے پہلے بھی کوئی ہو گا تو جو کچھ اُس وقت کی mother document میں لکھا ہوا، یا اُس کی کسی subordinate legislation میں لکھا ہوا تھا۔ کیا جب یہ دوست پاکستان میں داخل ہوئے تھے تو اُس mother document کو اُس وقت بھی یہی 1973 کا دستور تھا، کیا ہم نے اس کی مطابقت میں اُن دوستوں کو پاکستان آنے دیا تھا؟ چلیں اگر دستور میں کچھ موجود نہیں تھا تو اس کی subordinate legislation میں جو کچھ موجود تھا اس کی مطابقت میں ان کو کسی ادارے نے آنے دیا تھا جو کہ دستور اور قانون کے مطابق تھا۔ ان کے آنے کو debate کیا گیا تھا۔ تو اس سوال کا جواب ہمارے پاس آئے گا کہ نہیں۔ جس وقت یہ دوست یہاں آئے اور ان کے آنے کے نتیجہ میں ہمیں جو پٹی پڑھائی گئی وہ مذہب کی تھی۔ مذہب کا ہمیں بتایا گیا اور فائدہ خود اٹھایا گیا، نقد میں بھی اور اسلحہ کی صورت میں بھی۔ اسلحہ کی صورت میں جو فائدہ لیا گیا وہ بیچ کر لیا گیا۔ اس کے بارے میں اتنے معاملے لوگوں کی زبانوں پر آئے کہ ان کو سنتے جائیں گے تو پھر شرماتے جائیں گے۔

چلیں اس ملک میں یہ دوست اسلام کے نام پر آگئے یا ہمارے دفاع کے نام پر آگئے، یہ اس وقت آئے تھے جب ہم نوجوان تھے۔ ہمارا کوئی ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔ آج جب ہمارے

سارے بال سفید ہوگئے ہیں تو ان کو آپ زبردستی کہہ رہے ہیں کہ یہاں سے چلے جائیں۔ چلیں آج ان کے جانے کے وقت دستور بھی موجود ہے، پارلیمان گو کہ مکمل نہیں ہے لیکن اس کا ایک حصہ تو موجود ہے۔ Section 230 صبح سے دو مرتبہ معاملات میں زیر بحث آچکا ہے۔ یہاں پر مسئلہ یہ ہے کہ جو کوئی بھی آتا ہے وہ بادشاہ سلامت ہوتا ہے۔ بھلے میں ہوں، بھلے آپ ہوں، بھلے اور دوست ہوں، Section 230 اب بھی موجود ہے۔ ڈار صاحب نے کہا کہ ہم نے Section 230 amend کر دیا تھا۔ جنہوں نے amendment کی تھی، میں ان میں شامل تھا۔ اس لیے مجھے پتہ ہے کہ اس میں کس حد تک اور کس طرح amendment کی گئی تھی اور دوسرے کاغذوں کے درمیان کس طرح سے ان کاغذوں کو رکھ کر دیا گیا تھا۔ اور بعد میں joint sitting میں سارا معاملہ adjourn کرنا پڑا اور پھر اس کو dilute کرکے ہم نے کس حد تک اختیار دیا تھا۔

جناب چیئرمین ! اب اگر ہم اس اسمبلی کہ مدت پوری کرتے تو ہمارے پاس ساٹھ دن تھے۔ ہم نے پوری نہیں کی اور کہا کہ اس کو ہم نے stretch کرکے 90 days میں convert کرنا ہے، تو وہ 90 days ہو گئے۔ چلیں ٹھیک ہے، بھلے ہماری پہلے سے نیت یہ تھی کہ ہم نے اس کو صرف اس لئے دو یا تین دن پہلے توڑنا ہے کہ اس کو ہم 90 days میں convert کر سکیں۔ اب وہ 90 days تو گزر گئے اور آگے بھی پتہ نہیں کتنے دن مزید گزر گئے اور مزید کتنے دن اور گزریں گے، وہ ہم میں سے کسی کو بھی شاید کوئی ایسی certainty نہیں ہے۔ باوجود اس کے کہ اس پر Supreme Court order کر چکی ہے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ قومی اسمبلی کی غیر موجودگی میں اس House کو، جو کہ federation کا نمائندہ House کہلاتا ہے، اعتماد میں لے لیا جاتا۔ کم از کم اس کی ownership تو موجود ہوتی۔ یہاں پر آپ کے سامنے bill pass ہوتے ہیں۔ تو جس کے ساتھ طاقت ہوتی ہے وہ bill pass ہو جاتا ہے اور کوئی resolution یا بل ایسا آتا ہے جس کو pass کرنا ہوتا ہے تو وہ بھی pass ہو جاتا ہے۔ ایسے bill کے لیے majority available ہو جاتی ہے۔ تو کم از کم اس معاملے کا ایک owner تو بنا دیتے۔ جناب اس کا owner کوئی نہیں ہے۔ کم از کم ہم ان معاملے پر برملا اعلان کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھجوانے میں شریک نہیں ہیں۔ یہ House اس بھجوانے کے معاملے میں شریک نہیں ہے۔ اب جب

گزشتہ دو تین گھنٹوں سے بحث ہورہی ہے، ہر دوست at least اس بات کوcondemn کر رہا ہے کہ ان کو بھجوانے کا جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے وہ غلط ہے۔

وہ علاقہ، میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا مگر میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں جو یہ کہا کرتے تھے یہ آپ کا پانچواں یا چھٹا صوبہ ہے اور اس سے آپ کو پشت پر دفاعی استحکام ملے گا۔ تو جو پانچویں یا چھٹے صوبے والی بات ہمیں پڑھائی گئی تھی، ہمیں لکھائی گئی تھی، وہ بات کیا یہ سارے دوست بھول گئے۔ وہ جو اسلام کی بات کرتے تھے، اسلامی اخوت کی بات کرتے تھے، اسلامی بھائی چارے کی بات کرتے تھے، وہ سارا کچھ بھول گئے۔ وہ جو پشتون ولی کی بات کرتے تھے، وہ جو کہتے تھے کہ یہاں پر بھی at least 25% لوگوں کی زبان یہی ہے اور وہاں پر بھی پچیس فیصد یا آدھی آبادی کی زبان وہی ہے، اس لیے وہ لوگ اپنی زمین پر ہیں۔ تو کیا ہم سب یہ بات بھول گئے؟ آج ہم ان کو رسوا کرکے اس بات پر نکال رہے ہیں کہ ان کے پاسdocumentation نہیں ہیں۔ Documentation کرنا اور ان کو camps میں رکھنا کس کا کام تھا؟ جو لوگ آئے تھے، جو تشریف لائے تھے یہ ان کا کام تو نہیں تھا۔ وہ تو آپ کا کام تھا۔ آپ نے ان کو شہروں میں چھوڑا تھا۔ جب وہ شہروں میں آگئے، شہروں میں جذب ہوگئے، یہاں پر ان کے بچے پیدا ہوگئے، یہاں پر انہوں نے رہنا سیکھ لیا، یہاں انہوں نے اردو، پنجابی، سندھی اور بلوچی بولنا سیکھ لیا تو کیا اس کے بعد آج ان کے بچوں کو یہاں سے بھجوانا اور اس طرح سے بھجوانا جائز ہے؟

جناب والا! بات یہ ہے کہ، دیکھیں ہمارا تو مسلمان معاشرہ ہے، الحمدللہ سارے ہی مسلمان ہیں کوئی اکا دکا ہمارا کوئی دوست مسلمان نہیں ہوتا۔ باقی سارے مسلمان ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کسی غیر مسلم معاشرے میں جہاں پر بچے پیدا ہو جاتے ہیں، جب schooling بھی ہو رہی ہو، جب سردی بھی آ رہی ہو، جناب والا! اس موقع پر انہیں یہاں سے نکالنا، کیا ایسا ممکن ہے؟ ٹھیک ہے آپ کے پاس وقت کم ہے لیکن صرف عرض یہ ہے، مجھے جو تکلیف ہوتی ہے وہ اس لیے ہوتی ہے کہ اگر آپ نے کسی کو لانا ہے، اگر آپ نے کوئی عمل کرنا ہے تو وہ بھی قانون کے دستور کے مطابق کریں۔ اگر آپ نے دوبارہ کوئی ایسا عمل کرنا ہے وہ بھی قانون اور دستور کے مطابق کریں۔ جس دن تک آپ اس کو توڑ تے

رہیں گے آپ زورآور ہیں، آپ اس پر عمل کر لیں گے مگر ہم آپ کو اس کی ownershipنہیں دے رہے ہیں، بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر نصیب اللہ بازئی صاحب آپ بھی بات کریں گے؟

سینیٹر نصیب اللہ بازئی: مجھےNational Bank of Pakistan کے حوالے سے بات کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: پہلے میںmotion talked out کرواؤں پھر وہ لیتا ہوں۔

سینیٹر نصیب اللہ بازئی: جناب والا! افغانستان پر تقریباً بات ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: جی بالکل۔ Honourable Federal Minister for Interior

Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister for Interior

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی (نگران وفاقی وزیر برائے داخلہ): شکریہ جناب چیئرمین! آج اس motion پر جوillegal immigrants کے لیے جوrefugeesکا لفظ استعمال ہوا ، اس کے لیے motionتھی اور اس پر بڑی سحر حاصل گفتگو ہوئی۔ From both the sides جس پر بڑی debateہوئی لیکن ایک consensusمجھے نظر آیا کہ، بلکہ اس پر آنے سے پہلے میں صرف historyکو correct کرنے کے لیے چند ایک گزار شات پیش کرنا چاہوں گا۔

افغان شہریوں کے ساتھ ہمارا ایک brotherhoodہے، اس میں کوئیdoubtنہیں، کوئی دو رائے نہیں کہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ ہمارا بہت ہی محبت بھرا رشتہ ہے اور وہ تا قیامت رہے گا۔ لیکن افغان حکومتوں کے ساتھ ہمارا رشتہ جو ہے، جناب چیئرمین! یہ بدقسمتی سے ہمارے دوست 1980 سے شروع کرتے ہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہو کہ let's start it from 1947 because 1947کے بعد ایک نیا nation state Pakistan وجود میں آیا۔ اس کی creationکی افغانستان نے مخالفت کی۔ اس کو acceptکرنے کی افغانستان نے مخالفت کی۔ ہمارے جو پہلے insurgentتھے جن کے عزیز یہاں پر تشریف رکھتے ہیں، ہمارے

hallمیں معزز ممبر ہیں، ان کو افغانستان نے پناہ دی۔ پھر پشتون ذلمے کے نام سے جو تحریک چلی، جس میں شیرپاؤ صاحب کا قتل، گجرات میں دھماکے، پشاور میں دھماکے، وہ سارا کچھ state patronage میں افغانستان میں ہوتا رہا۔ تو یہ اس کی brief سی history تھی کہ ہمیں وہاں سے ہی start کرنا چاہیے۔ گو کہ وہ proxy جو ہمارے خلاف افغانستان سے لڑی گئی، ریاست پاکستان نے بھی proxy لڑی لیکن پہلے ہمارے خلاف وہاں سے proxy لڑی گئی۔

Sir anyhow, coming back to the point, ایک تو یہ confusion ہے کہ یہ کوئی افغان مہاجرین کے خلاف ایک crackdown تھا یا انہیں نکالنے کی بات تھی۔ گو کہ ریاست پاکستان کا right ہے کہ افغانستان اب ایک پر امن خطہ بن چکا ہے، وہاں پر کوئی insurgency نہیں ہے، وہاں پر کوئی خانہ جنگی نہیں ہے، جو foreign forces وہاں پر تھیں وہ واپس جا چکی ہیں۔ تو ایسی صورت حال میں وہ افغان شہری جو یہاں پر آباد ہیں، ان کو واپس جانا چاہیے۔ For the time being حکومت جن کے خلاف crackdown کر رہی ہے اور حکومت نے جو ایک فیصلہ کیا ہے، وہ فیصلہ کیا ہے؟ وہ crackdown کا فیصلہ ان aliens کے خلاف ہے جن کے پاس کوئی travel document نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! دنیا میں ایسا کہیں نہیں ہوتا کہ آپ بغیر documents کے آئیں اور urban centres میں جا کر بس جائیں۔ پھر وہاں پر businesses کریں، وہاں پر crime کریں یا وہاں پر جو مرضی کریں۔ وہ پاکستان کے tax net پر بھی نہیں ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں تک کہ جب ہم افغانستان جاتے ہیں، کوئی شخص مجھے بغیر ویزے کے کابل جا کر دکھا دے۔ ہمارے businessmen دوست ہمیں یہ بتاتے ہیں جو آپ کے بارڈر کے ساتھ بھی ہیں جہاں سے آپ کا تعلق ہے کہ جب وہ افغانستان جاتے ہیں اور کابل میں کاروبار کے لیے اترتے ہیں تو وہ ویزے کے علاوہ بھی ان سے گارنٹی مانگتے ہیں کہ ایک ایسا کاروباری شخص guarantor لے آؤ جو تمہاری گارنٹی دے کہ تم یہاں کیا کاروبار کرو گے اور کب واپس جاؤ گے اور ہم نے ایسا soft State بنایا ہوا ہے جس کا جی چاہتا ہے وہ آ جاتا ہے اور میرے urban centre تک پہنچ جاتا ہے، میرے دوسرے کونے تک پہنچ جاتا ہے اور پھر جب میں اس سے کہتا ہوں کہ آپ میرے دروازے پر دستک دے کر آئیں، میری چار دیواری کو پھلانگ کر نہ آئیں، آپ یہاں کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو

business visa لے لیں، حکومت کی پالیسی ہے جو پچھلی حکومت نے business friendly visa کو initiate کیا تھا وہ ابھی implement ہوا ہے، آپ وہ business visa لیں اور ایک دن میں آ جائیں۔ آپ کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو کاروبار کریں، آپ فیملی سے ملنا چاہتے ہیں تو فیملی سے مل لیں۔ ہماری requirement کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ ہم ایک normal State بنا چاہتے ہیں۔ ہم اس illegal activity کو روکنا چاہتے ہیں۔ یہ Afghan refugees کے خلاف نہیں ہے جناب چیئرمین، یہ صرف ان کے against ہے جو illegally یہاں پر رہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اب میں آپ کو کچھ facts and figures بتاتا ہوں۔ حکومت نے جب یہ پالیسی بنائی تو وزیراعظم صاحب نے کابینہ میں بڑی clear cut directions دیں کہ کسی قسم کی کوئی manhandling نہیں ہو گی۔ باعزت طریقے سے ان لوگوں کو واپس بھیجا جائے گا۔ یہ بڑی clear cut directions ہیں اور ان پر دو سے تین SHOs suspend ہو چکے ہیں اور میں آپ کو floor of the House پر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کسی قسم کی کوئی manhandling ہو گی اگر کوئی specifically ہمارے پاس آ کر کوئی شکایت کرے گا تو ہم اس issue کو address کریں گے۔

جناب چیئرمین! ہم نے پوری strategy بنائی ہے، یہ fortnight نہیں ہوا، ہر جگہ پر divisional and districts level پر کمیٹیاں بنائی گئیں، تمام صوبائی حکومتوں کو on board لیا گیا، پھر یہاں پر جو افغان ناظم الامور Afghan Consulate ہے ان کی طرف سے ایک نمائندہ لیا گیا، ہم نے وزارت داخلہ میں جو نمائندہ لیا تھا ان دونوں کو آپس میں بٹھایا گیا، وہ روزانہ کی بنیاد پر آ کر بتاتے ہیں کہ کیا issues ہوئے ہیں۔ میں ان figures پر آتا ہوں جناب چیئرمین۔ اب آپ دیکھیں کہ اس سے پہلے ہم نے voluntary return کا کہا، اس میں کون لوگ گئے کہ جن کے پاس کوئی travel documents نہیں تھے، ان کی تعداد کیا ہے۔ جناب عالی آج اور ابھی تک ٹوٹل تین لاکھ لوگ گئے ہیں، ان تین لاکھ میں سے 2,94,000/- voluntary return گئے ہیں، ان کو کسی نے ہاتھ سے پکڑ کر نہیں کہا ہے کہ آپ جائیں اور ٹرک پر بیٹھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف آٹھ ہزار لوگ حکومت نے بھیجے ہیں۔ اب ان آٹھ ہزار

لوگوں کے لیے ہم نے ایک portal address بنایا، ہم نے ایک ٹیلی فون line دی، جس کی میڈیا میں تشہیر کی گئی کہ اگر آپ کو کوئی شکایت ہو تو آپ اس نمبر پر شکایت کریں۔ ستمبر سے اب تک وہاں پر جو complaints آئی ہیں وہ 569 ہیں، جس کو follow-up کیا گیا، میں خود اسے monitor کرتا ہوں۔ 82% لوگ ہمارے follow-up سے satisfied ہیں، باقی 18% ابھی تک unsatisfied ہیں، ان کے issues ہم علیحدہ سے handle کر رہے ہیں۔

اب جناب perception is different and reality is little different, آپ دیکھیں کہ پاکستان کا قانون کیا کہتا ہے، ہمارا Foreign Act کہتا ہے کہ آپ illegal foreigner کو پکڑیں گے، اسے جیل میں بند کریں گے پھر اس کا trial کریں گے اور پھر اسے deport کریں گے۔ ہم نے اس trial کو آسان بنانے کے لیے کیونکہ یہ وفاقی حکومت کا اختیار ہے، Federal Cabinet نے اسے waiver دیا ہے تاکہ ہم انہیں عدالتوں اور جیلوں میں تکلیف نہ پہنچائیں۔ ہم نے ان کے لیے جو سنٹرز بنائے ان کا نام holding centres رکھا ہے کہ ہم وہاں پر انہیں one or two nights کے لیے hold رکھتے ہیں اور پھر وہاں سے بھیجتے ہیں۔ ظاہر ہے جناب جب اتنی بڑی تعداد میں لوگ جائیں گے تو باڈرز پر mismanagements ہوں گی۔ اگر ہم بالکل ہی کہہ دیں کہ کوئی mismanagement نہیں ہوئی ہے تو یہ مناسب بات نہیں ہے، mismanagements ہوئی ہوں گی، local level پر ہوئی ہوں گی، پولیس یا FIA سے ہوئی ہوں گی لیکن کہیں نہ کہیں اسے address کرنے کی کوشش کی گئی ہے، حکومت کی طرف سے پورا mechanism بنایا گیا ہے۔ اس mechanism کو اور زیادہ improve کرنے کے لیے میں خود ملاقاتیں کرتا ہوں۔ میں خود مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ساتھ دن میں دو مرتبہ اس issue پر بات کرتا ہوں، اور سیاسی لیڈرز ہیں ان سے بات کرتا ہوں۔ میں اس پر مشتاق صاحب کو on board لینا چاہتا ہوں، آئیں دوست ہماری مدد کریں۔ ہم کوئی غیر قانونی کام تو نہیں کر رہے، ہم کہہ رہے ہیں کہ جو illegal ہے، کسی مہاجر جس کے پاس کارڈ ہے اسے ہاتھ نہیں لگایا گیا اور اگر لگایا گیا تو میرا شناختی کارڈ بھی تو سڑک پر check ہوتا ہے، اگر اس کا افغان کارڈ check

ہو گیا تو اس میں ناراض ہونے والی کون سی بات ہے اور یہی ہمارے دوست جو ان کے آنے کی مخالفت کر رہے تھے اب ان کے جانے کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ! ہم ایک mechanism کے تحت چل رہے ہیں، حکومت نے پورا سسٹم بنایا ہوا ہے اس کے اندر رہتے ہوئے کام ہو رہا ہے۔ پھر ایک دو چیزیں terrorism کے حوالے سے بتاتا چلوں۔ Leader of the House نے بہت بہترین انداز میں پورا perspective پیش کیا کہ کس طرح سے آپ terrorism میں ایک نیا serge دیکھ رہے ہیں، 78% rise ہوا ہے۔ ہمارے دوسرے ایوان کے Leader of the House نے ایک تقریر جھاڑی تھی کہ ہتھکڑیاں توڑیں یا پتا نہیں کیا کیا تو اس کا اثر کیا ہوا، ہمارے ہاں terrorism بڑھی، ہم نے hard-core criminals کو چھوڑا، ہم نے ان کے ساتھ بیٹھ کر مذاکرات کیے، آپ insurgency دیکھ لیں، counter insurgency پر documented books آ گئی ہیں، یہ فیصلہ battle field پر ہونا ہے کہ ریاست جیتتی ہے یا insurgents جیتتے ہیں، ہم نے انہیں space دے دی، وہ re-grow کر گئے، re-strengthen and re-group ہو گئے، sleeper cells active ہو گئے اور look how they responded, ہم ان کے ساتھ مذاکرات کرتے ہیں، میرا جو بھائی قتل ہوا ہے، بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید ہوئی ہیں تو اسے معاف کرنے کا اختیار بلاول بھٹو کے پاس ہے، ریاست کے پاس نہیں ہے، یہاں پر 80 ہزار لوگ مارے گئے ہیں، کتنے civilians مارے گئے ہیں، سراج رئیسانی صاحب، بلور صاحب، کتنے سیاستدان، کامران مائیکل، کون کون لوگ ہیں جو یہاں پر نہیں مارے گئے۔ کہنے کا مطلب ہے کہ ہمیں terrorism کو اس طریقے کے ساتھ دیکھنا ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے جو کہا میں اس سے بصد احترام اختلاف کرتا ہوں کیونکہ IRA and TTP میں بڑا فرق ہے۔ ان دونوں کا فرق بہت بڑا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین ! میں ایک مرتبہ پھر پورے ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس issue پر بہت اچھی in-puts دیں، ہم مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں گے، ہمارے دروازے کھلے ہیں، کوئی بھی اس پر کوئی in-put دینا چاہتا ہے تو ہم ہر وقت حاضر ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Motion has been talked out. Privilege motion. A notice of the privilege motion has

been received from Senators Naseebullah Bazai, Sardar Muhammad Shafiq Tareen against the President of National Bank of Pakistan. Who is going to move the motion? Yes, Bazai *Sahib.*

<u>Privilege motion moved by Senator Naseebullah Bazai regarding the misconduct of President, National Bank of Pakistan</u>

سینیٹر نصیب اللہ بازئی: شکریہ، جناب چیئرمین! National Bank of Pakistan کے حوالے سے آج سے تین چار ماہ پہلے ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ میں اس سپیشل کمیٹی کا Convener ہوں، سینیٹر سردار شفیق ترین صاحب اور سینیٹر طاہر بزنجو صاحب اس کے members ہیں۔ یہ کمیٹی خاص طور پر بلوچستان اور نیشنل بینک کے پورے پاکستان میں جو حالات ہیں اس حوالے سے بنائی گئی تھی۔ بلوچستان میں پچھلے پندرہ سے اٹھارہ سالوں سے جو تقرریاں ہو رہی ہیں یا وہاں کے بچوں کے جو حقوق ہیں، ان کا job quota انہیں نہیں دیا جاتا ہے بلکہ بلوچستان کے نوجوانوں کو ignore کیا جاتا ہے۔ ایسے بہت سے مسائل ہیں، ایسا ایک مسئلہ لاہور میں بھی ہے، وہاں پر ملازمین کے لیے ایک سکیم بنائی گئی تھی۔ وہ سکیم پچھلے دس سالوں سے پڑی ہوئی ہے لیکن ملازمین کو وہ ملازمتیں نہیں دی جا رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! اس سلسلے میں دو تین ماہ پہلے ایک meeting کوئٹہ میں ہوئی۔ ہم نے President, National Bank of Pakistan کو بلایا، وہ خود تو نہیں آئے لیکن اپنے نائب کو بھیج دیا اور کوئی بہانہ بنایا کہ ان کا کوئی کام ہے۔ ہم نے وہ meeting کوئٹہ میں کی۔ ہم نے second meeting National Bank of Pakistan, Karachi Headquarters میں کی۔ یہ بہت غور سے سننے والی بات ہے۔ یہ بات میری ذات سے تعلق نہیں رکھتی ہے اور نہ ہی میرے سینیٹرز بھائیوں سے متعلق ہے جو میرے ساتھ میٹنگ میں شامل تھے۔ پورے ایوان بالا کی عزت و وقار کو مجروح کیا گیا ہے۔ Meeting کا بارہ بجے کا وقت مقرر تھا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہمیں کمیٹی روم لے گئے۔ مجھ سے پہلے طاہر بزنجو صاحب وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اور سردار شفیق ترین صاحب وہاں پہنچے۔ جب ہم بیٹھے تو President National Bank of Pakistan اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم لگ بھگ 30-35 منٹس تک وہاں

بیٹھے رہے، ان کا دفتر ہم سے چار قدم کے فاصلے پر تھا لیکن وہ ہمارے پاس نہیں آ رہے تھے۔ وہ کبھی کہتے تھے کہ میرے دوست آئے ہیں، کبھی کہتے تھے کہ میں فارغ نہیں ہوں۔ وہ اس طرح کے عجیب بہانے کر رہے تھے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو دوسری بات بتاؤں کہ جب ہم وہاں پہنچے تو کمیٹی روم میں جس کرسی پر Convener نے بیٹھ کر meeting chair کرنی تھی اس کرسی پر اپنا نام لکھا ہوا تھا۔ یہاں پارلیمنٹ میں جب ہم meetings میں بیٹھتے تو وزیر خزانہ بھی ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں، اس Standing Committee کی meeting کو Chairman Committee chair کرتے ہیں۔ اس بادشاہ آدمی نے خود اپنی کرسی لگائی تھی، میں ہنس پڑا میرے ساتھ اور سینیٹرز بھی تھے، انہوں کہا کہ یہ کون سا طریقہ ہے؟ یہ کرسی جب تبدیل ہو گئی تو وہاں سے بندہ نکل گیا، بندہ جب نکل گیا تو اس نے ایک قسم کھائی نا آنے کی۔ جناب چیئرمین! ہم بیٹھے رہے میں تو تھوڑا برداشت کر لیتا ہوں، میرے میں تھوڑی شرافت ہے، میں برداشت کرتا رہا، میں ان کو بار بار تسلی دیتا رہا، بزنجو صاحب بھی ہم سے عمر میں بڑے تھے۔ سردار شفیق صاحب نے کہا کہ ہمیں مزید ذلیل مت کرو آپ Convener of Committee ہیں خدا کے لیے باہر نکلو اور جب ہم جا رہے تھے، سردار صاحب سے پوچھیں ہمیں صرف ایک guard نے receive کیا۔ Guard ہمیں لے گیا، کوئی افسر ہمارے پاس نہیں آیا، کوئی نزدیک ہی نہیں آیا، جب ہم وہاں گئے اور بیٹھ گئے تو یہ طریقہ اپنایا گیا۔ جب ہم باہر آئے تو media کے لوگ آئے، کچھ union والے تھے، مجھے پیغام بھیجا کہ convener صاحب میرے سے اکیلے میں بات کریں گے۔ میں نے بولا تمہارا بیڑا غرق، میں کس طرح جاؤں گا؟ میرے عزت دار سینیٹرز ہیں، بلوچستان کے مسئلے ہیں، پاکستان کے مسئلے ہیں، وہاں مجھے بٹھا کر تصویر لے کر کل پتہ نہیں کیا بنا دو گے۔

جناب چیئرمین! وہاں سے ہم تینوں نکل آئے، جب وہاں سے ہم نکل آئے تو یہ بے عزتی تھی ہماری اور سینیٹ کی، ایوان بالا کی، یہ صرف میرے ساتھ نہیں ہوا یہ ہم تینوں سینیٹرز کے ساتھ ہوا ہے۔ میں بار بار بولتا رہوں گا کہ اس پر کوئی step لیں، میں ہر روز اس چیز پر بات کروں گا، پرسوں بھی میں کھڑا ہوا مجھے موقع نہیں ملا، میں کل بھی کھڑا ہوں گا۔ جب تک یہ session چلتا رہے گا میں اس کے خلاف بولتا رہوں گا اور باقی مسئلے مسائل تو بعد کی بات ہے، آپ آئیں ہمارے

ساتھ بیٹھیں، آپ لوگ Quetta والی meeting پر آتے نہیں ہو، کراچی میں آپ کے گھر آیا، مہمان ہوں میں آپ کا۔ آپ دفتر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں قسم کھا کر بولتا ہوں کہ اتنی ہی جگہ تھی جتنی ہماری side lobby ہے وہ وہاں سے ادھر نہیں آرہے تھے اور بادشاہت بھی اپنی تھی اور کرسی بھی اپنی لگائی ہوئی تھی۔

جناب چیئرمین! میں ڈار صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ وزیر رہے ہیں، جب بھی Standing Committee کی meeting ہوتی ہے regarding finance تو آپ سینیٹ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ اس بادشاہ آدمی کو پتہ نہیں کس نے بیٹھایا ہے اس کو ہٹایا جائے، مسئلے مسائل تو بعد میں discuss کریں گے کہ وہاں کے بچوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے پچھلے 15 to 18 years سے، کون سی ناجائز باتیں ہو رہی ہیں، کون سی ناجائز کارروائی ہو رہی ہے وہ سب تو اپنی جگہ پر ہیں، اس کو تو ہم الگ رکھتے ہیں مگر ایسے لوگوں کو آپ اتنے بڑے منصب پر بٹھاتے ہو جو تذلیل کرتے ہیں ملک کے بڑے اداروں کی، ملک کے اس اہم ادارے کی جس کو ایوان بالا کہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہے حکومت وقت سے کہ اس کو اس عہدے سے ہٹائے وہ نااہل ہے اور اس کو عہدے سے ہٹائیں، وہ نااہل ہے وہ اس عہدے کے قابل نہیں ہے۔ باقی میرے سینیٹر دوست بھی بات کریں گے، وہ دونوں میرے سے زیادہ ناراض ہیں، وہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ تم کیوں نہیں کھڑے ہو رہے۔ میں تھوڑے ٹھنڈے مزاج کا آدمی ہوں، یہ لوگ بات کریں گے شفیق صاحب بھی بات کریں گے۔

Mr. Chairman: Senator Muhammad Tahir Bizinjo.

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: جناب چیئرمین! جیسے کہ ہمارے محترم بازئی صاحب نے کہا کہ یہ تو پورے House of the Federation کی insult ہے اور میں ایمان داری کے ساتھ آپ کو کہتا ہوں کہ میں بھی ایک Committee کا Chairman ہوں، میں جس سال میں بھی سینیٹر رہا ہوں۔ ہم جہاں بھی گئے، جہاں بھی ہم نے meetings کیں تو سب نے نہایت عزت اور احترام دیا، اس قسم کا یہ پہلا واقع ہے کہ ایک آدمی اسی building میں موجود ہے، اس کے باوجود ہم تیس سے چالیس منٹ انتظار کرتے رہے اور وہ آیا ہی نہیں۔ جناب چیئرمین! مختصر یہ کہ میری رائے

میں ایسے نااہل اور نالائق لوگوں کو اتنے بڑے عہدوں پر ہر گز نہ بیٹھایا جائے۔ میں بھی کہوں گا کہ جناب ! آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں ایوان فیصلہ کرلے اور اس آدمی سے نجات حاصل کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سینیٹر شفیق ترین۔

Senator Sardar Muhammad Shafiq Tareen

سینیٹر سردار محمد شفیق ترین: جناب چیئرمین! ہمارے National Bank کے employees کے حوالے سے جو sub-committee بنی تھی اس کے Convener تو بازئی صاحب تھے ہم ان کے ساتھ تھے۔ بازئی صاحب نے تفصیل تو بتا دی ہے لیکن کچھ چیزیں رہ گئی ہیں میں ان کو اس میں add کر دوں گا۔ ایک تو جب ہم Quetta Bank میں گئے تھے انہوں نے ہمیں receive نہیں کیا تھا۔ وہاں کے افسر کے خلاف انہوں نے کہا ہے کہ ان کے خلاف بھی کارروائی کریں کہ انہوں نے کیوں ان کو باہر آکر receive کیا ہے اور جب کراچی National Bank Headquarters گئے تو ہمیں وہاں پر security guard نے receive کیا اور Committee Chairman کی جو Chair تھی وہ بھی انہوں نے خود لگائی تھی اور جب ہم وہا ں سے احتجاجاً نکلے تو lobby میں وہاں کا ایک ملازم ملا اور guard کہتا ہے کہ صاحب آپ لوگوں کو اندر بلا رہے ہیں، آپ لوگ صاحب کے دفتر میں آجائیں، ہمیں وہاں سے روکنے کی کوشش کی ہمیں باہر بھی نہیں جانے دے رہے تھے۔

جناب چیئرمین ! جب ہم وہاں سے احتجاجاً اٹھے اور ہال سے نکلنے لگے تو ایک security کا بندہ آیا کہ آپ لوگ آجائیں صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ ان کا دفتر سامنے ہی تھا، صاحب آپ کو بلا رہے ہیں ادھر آجائیں وہاں پر بات کرتے ہیں کہ جیسے ہم کوئی bargaining کرنے گئے تھے۔ اتنا نااہل آدمی، پھر نیچے ہم press conference کر رہے تھے media والوں کے سامنے ان کے کوئی لفنگے کھڑے ہو گئے تھے، Union والے آئے انہوں نے threat کیا ہمیں اور اس کے بعد کافی دن ہو گئے۔ ہم نے سوچا یہ تھا کہ اس پر پہلے ہی action لیں ایک آدمی جو آپ کے National Bank کا incharge ہو اور آپ کی economy کو سنبھال رہا ہو۔ اس کو یہ basic manners نہیں پتہ کہ guests or Committee Members کو کیسے treat کیا

جاتا ہے اور یہ National Bank کے Chairman بنے ہوئے ہیں۔ اس کے خلاف فوراً کارروائی کی جائے اور اس کو اس عہدے سے ہٹایا جائے۔

Mr. Chairman: Leader of the House please.

Senator Mohammad Ishaq Dar, Leader of the House

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: آج کافی سالوں کے بعد میری ایک سوچ confirm ہو گئی ہے کہ وہ سوچ ٹھیک رہی ہے اور ٹھیک تھی، سب سے پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت نا مناسب treatment ہے، Honourable Senators میرے ساتھی ہیں، بھائی ہیں اور اس کی میں مذمت بھی کرتا ہوں اور سب کو کرنی چاہیے لیکن میں کئی سالوں سے یہ advocate کر رہا ہوں کہ ہمیں چل کر کسی جگہ پر نہیں جانا چاہیے۔ آپ اپنے fort پر بلائیں، this is your fort, آپ Parliament میں بلائیں یہاں آکر وہ آپ کی کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا۔ یہاں جب وزیر خزانہ آکر side پر بیٹھتا ہے تو اس کو بھی آکر side پر بیٹھنا پڑے گا۔

میں آج پھر general request کر رہا ہوں کہ unless بالکل unavoidable ہو meetings Parliament کی building کے اندر ہوں اور آپ ان کو بلائیں یہاں، summon کریں۔ آپ وہاں مت جائیں، آپ کا ایک level ہے، آپ اپنے صوبے کو represent کر رہے ہیں، آپ اپنی Constituency and Federation کو represent کر رہے ہیں۔ جب میں وزیر خزانہ کی حیثیت سے کہتا تھا تو شاید لوگ سوچتے تھے کہ میں کوئی بچت کی بات کر رہا ہوں، بچت کی بات نہیں ہے۔ یہ آپ کی عزت، dignity کی بات ہے، آپ کی respect کی بات ہے۔ آپ general rule بنا دیں کیونکہ they are honourable people, they have a huge career, میرے بھائی بزنجو صاحب 1996 سے اس House میں ہیں، جب ان کے ساتھ ایسا treatment ہو گا تو ہم سب کو دکھ ہو گا لیکن ہمیں بھی اس House کی جو grace and dignity ہے وہ تب ہی ہو گی جب آپ بہت مجبوری میں سیدھا جائیں ورنہ جس کو بلانا ہے پارلیمنٹ میں بلائیں، یہاں ان کو بلا کر جو بات کرنی ہے کریں۔

یہ بہت دکھ کی بات ہے جو میں نے سنی ہے کہ ایک سرکار کا افسر اور جو بنک بھی جو حکومت کا ہے اور وہ سرکار کا ملازم ہے اور تین honourable Senators جائیں تو یہ بہت دکھ کی بات

ہے لیکن میں دوبارہ گزارش کروں گا کہ ہمیں بھی review کرنا چاہیے کہ ہم خود نہ جائیں، جس کی ضرورت ہے ہم اس کو یہاں بلائیں۔ اگر بہت unavoidable situation ہو تو آپ اجازت دیں۔ یہ میں کافی سالوں سے کہہ رہا ہوں لیکن اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی جناب! میں اس کو wind up کرکے پھر آپ سے بات کرتا ہوں۔
جی بازئی صاحب۔

سینیٹر نصیب اللہ بازئی: ہمیں ٹھیک طریقے سے انہوں نے treat نہیں کیا، یہ پہلی دفعہ ہے کہ یہاں جو کراچی والے سینیٹرز ہیں ایک دو نے مجھے کہا اس کا رویہ سب کے ساتھ ایسا ہی ہے۔ یہ آدمی اپنے آپ کو کچھ اور سمجھ رہا ہے، پتہ نہیں کیا سمجھ رہا ہے۔ ہم نے جتنی بھی meetings کی ہیں، ایک meeting نہیں میں ہر meeting کا آپ کو بتا سکتا ہوں، ہم نے کوئٹہ میں بھی کی ہے، کچھ ایسے مسئلے ہوتے ہیں ہمیں جانا پڑتا ہے وہاں پر، جب employees کو ہم بلاتے ہیں، railway کی meetings ہم نے کی ہیں، بہت سی meetings کی ہیں بہت اچھی ہوئی ہیں مگر یہ جو President of National Bank ہے، یہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہے مجھے تو یہی لگ رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ بھی اسی پر بات کرنا چاہ رہے ہیں، یہ Privilege Motion تو میں بعد میں لوں گا پہلے اس کو تو wind up کرلوں۔ سینیٹر کامل علی آغا صاحب۔

Senator Kamil Ali Agha

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈار صاحب نے جو بات کی ہے بڑی اہمیت کی حامل ہے اور policy-wise آپ نے ہمیشہ یہ کوشش بھی کی ہے کہ Standing Committees یہاں پر اپنی meetings کریں۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ آپ کی طرف سے کئی مرتبہ request بھی آئی ہے۔ ایک آدھ مرتبہ تو میں بھی convince تھا کہ کراچی میں ایک میٹنگ بلا لوں لیکن جب آپ نے قائل کیا تو ہم سب قائل ہوگئے۔ میرے خیال میں تو یہ ایک policy matter ہے۔ اس پر ڈار صاحب نے درست فرمایا لیکن بات یہ ہے کہ مجھے یاد پڑتا ہے اور میں نے تصدیق بھی کی ہے۔ بازئی صاحب سے میں نے پوچھا ہے کہ یہ تو ایک سپیشل کمیٹی تھی۔ اس ہاؤس میں point of order پر بات ہوئی۔ مسئلے کی سنگینی

کو دیکھتے ہوئے آپ نے اس کے فوری حل کے لیے یہ محسوس کیا کہ ہاؤس کا یہ ایک point of view ہے کہ ایک سپیشل کمیٹی بنادی جائے۔ تو آپ نے مہربانی فرمائی کہ اس issue پر ایک سپیشل کمیٹی بنائی۔ اب جب وہ کمیٹی وہاں پر چلی گئی ہے اور انہوں نے اطلاع کر کے میٹنگ بلائی ہوئی تھی اور جو بیان کیا جارہا ہے اس کی روشنی میں اس کو پتا بھی تھا اور اس نے اپنی chair بھی لگائی ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس صورت حال کے اندر اس کی سنگینی اور سنجیدگی کو سمجھتے ہوئے اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اس کے خلاف جو privilege motion move ہوئی ہے وہ privilege committee کو جانی چاہیے۔ Otherwise میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف سے ابھی حکومت کو اس کے خلاف نوٹس لینے کا حکم جانا چاہیے اور اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اس کو نشان عبرت بنانا چاہیے۔ اس ہاؤس کے تقدس کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر serious note ہو اور اس کے خلاف کارروائی یقینی طور پر سامنے آنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ صبر کریں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ جی، وزیر داخلہ صاحب۔

<u>Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister of Interior</u>

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: شکریہ، جناب چیئرمین! معزز سینیٹرز نے ایک سرکاری ملازم کے حوالے سے جو باتیں کی ہیں۔ مجھے انتہائی دکھ ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ سپریم ہے تو اس کا پھر letter and spirit یہی ہے کہ پارلیمنٹ کو سپریم ہم نے خود اپنے conduct سے بنانا ہے۔ اگر اس طرح کوئی parliamentarians کے ساتھ برا کرے گا تو اس کے ساتھ privilege motion تو privilege committee میں جائے گی۔ Meanwhile, I assure you میں آج ہی Prime Minister سے بات کروں گا اور معزز ساتھیوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے میں ان کو بتاؤں گا۔ وہ خود بھی ہمارے اس ہاؤس کا حصہ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ضرور اس کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔

جناب چیئرمین: میں اس کو پہلے بھیج دیتا ہوں پھر آپ کی بات سن لیتا ہوں۔

سینیٹر فدا محمد: پہلے مجھے سن لیں پھر بھیج دیں۔

جناب چیئرمین: جی، بتائیں۔

سینیٹر فدا محمد: شکریہ، جناب چیئرمین! ہاؤس میں ابھی نیشنل بنک کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ آپ کے سامنے اسی قسم کے واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پہلے میں اس motion کو move کرکے بھیج دوں پھر آپ کی بات سن لیتا ہوں۔آج آپ ادھر ہیں۔ آپ میرے ساتھ ہیں۔ جب تک آج آخری بندہ بات نہیں کرتا میں بیٹھا رہوں گا۔

I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the Privilege Motion as moved by the honourable Member stands referred to standing committee of Rules of Procedures and Privileges.

سیکرٹری صاحب! اس Privilege Motion کو آج آپ اپنے دستخط سے Principal Secretary to the Prime Minister and Ministry of Finance کو بھی بھیج دیں تاکہ ان کے خلاف action لے لیں۔

Another Notice of Privilege Motion of Senator Saleem Mandviwalla, Faisal Saleem Rehman and Senator Syed Muhammad Sabir Shah against the Director General, Civil Aviation Authority. Who is going to move? Yes, please move it.

<u>Privilege Motion moved by Senator Faisal Saleem Rehman regarding the misconduct of Director General, Civil Aviation Authority</u>

سینیٹر فیصل سلیم رحمٰن: جناب چیئرمین! اس طرح ہوا تھا کہ ایک سب کمیٹی بنی ہوئی تھی۔ ہمارے پرانے Aviation Minister Sahib کی statement سے پورے ملک کی Aviation Industry کو جتنا نقصان پہنچا ہے۔ انہوں نے ایک statement دی تھی کہ ہمارے ملک میں جعلی لائسنس ہیں۔ اس کے لیے ایک sub-Committee بنائی گئی تھی۔ اس sub-Committee میں ہم نے تمام Pilots کے لائسنسوں کے بارے میں پورا دیکھا اور ہر چیز

کی scrutiny ہم نے مکمل کر لی۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد ہم نے ایک رپورٹ بنالی اور sub-Committee کے بعد Standing Committee for Aviation نے اس کو adopt کر لیا۔ جب اس کی implementation کا وقت آگیا اور جب لائسنسوں کے renewal کا وقت آگیا یا ان کی بحالی کا وقت آگیا تو اس پر D.G. Civil Aviation Authority صاحب نے صرف ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو تین مرتبہ کمیٹی کو misguide کرنے کی کوشش کی اور غلط بیانیاں کیں۔ یہاں تک کہ Aviation Committee کی آخری میٹنگ میں انہوں نے بدتمیزی کی حد تک سلیم مانڈوی والا صاحب کے ساتھ باتیں کیں اور یہاں تک انہوں نے کہا کہ میں یہ باتیں بالکل نہیں مانتا جو آپ کمیٹی ممبران کر رہے ہیں۔ وہ کمیٹی کا اجلاس احتجاجاً چھوڑنے والے تھے تو سلیم مانڈوی والا صاحب اور باقی ممبران نے ان کو کہا کہ نہیں آپ بیٹھیں اور یہی چیز ہم Privilege Committee میں لے کر جائیں گے۔ اس کا نام مبارک فلائٹ لیفٹیننٹ (ریٹائرڈ) خاقان مرتضٰی صاحب ہے۔ جناب چیئرمین! آپ سے request ہے کہ یہ Privilege Committee میں بھجوادیا جائے۔

Mr. Chairman: I now put the motion before the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is carried and the Privilege Motion as moved by the Honourable Member stands referred to the Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges.

Senator Faisal Saleem Rehman: Thank you sir.

جناب چیئرمین: سینیٹر تاج حیدر صاحب! Privilege Motion move کریں۔

Privilege Motion moved by Senator Taj Haider regarding the misconduct of SHO Police Station Saddar Karachi

سینیٹر تاج حیدر: شکریہ، جناب چیئرمین! میں 1994 میں اس ہاؤس کا ممبر بنا تھا اور آج تک میں نے اس ہاؤس میں Privilege Motion کبھی پیش نہیں کیا ہے لیکن یہ واقعہ ایک سنجیدہ نوعیت کا ہے اس لیے میں اس کو یہاں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! چند روز قبل تھانہ صدر کراچی کے ایک ASI نے میری بیگم کو ٹیلی فون کیا اور کہا کہ چار لوگ گرفتار کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے آپ کو تاج حیدر صاحب کا بھانجا کہتا ہے۔ وہ فون مجھے نہیں کیا گیا تھا بلکہ میری بیگم کو کیا گیا تھا۔ اس کے بعد جب میں فارغ ہوا اور میں نے فون کیا۔ فون SHO کو دیا گیا۔ SHO نے مغلظات بکیں۔ مجھے دھمکیاں دیں کہ ہم آپ کے بھانجے کو دیکھ لیں گے۔ میں نے اس کو کہا کہ میرا بھانجا ڈاکٹر علی رضا ہے۔ ڈاکٹر علی رضا نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا ہے۔ سات سال سے وہ LUMS میں پڑھا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا بھانجا وہ ہے۔ کہنے لگے کہ تم کیوں ٹرٹر کیے جا رہے ہو۔ یہ مغلظات ظاہر ہے کہ unprintable ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ جو آدمی آپ نے گرفتار کیا ہے اس نے نام تو وہی بتایا ہے جو میرے بھانجے کا ہے۔ اس کے والدین کا نام ذرا اس سے پوچھو تاکہ میں confirm کر سکوں کہ واقعی یہ میری ہمشیرہ صاحبہ کا بیٹا ہے۔ اس نے پھر سے دھمکیاں دی کہ میں اس کو اٹھا کر بند کر دوں گا اور میں تم کو بھی دیکھ لوں گا اور یہ چھ مہینے کے لیے اندر ہو جائے گا۔ میں نے اپنے بھانجے ڈاکٹر علی رضا کے متعلق معلوم کیا تو وہ اس وقت LUMS میں اپنی کلاس لینے جا رہا تھا۔ لہٰذا، یہ کوئی اور علی رضا تھا لیکن مجھے جس بات پر شدید اعتراض ہے کہ صدر تھانہ کراچی جو کہ goldmine کہلاتا ہے، اس کا SHO اگر لوگوں کو اور senior citizens کو مغلظات بکتا ہے تو پھر اس آدمی کو وہاں نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس فورم کا ممبر ہوں، اس لیے مناسب طریقہ کار یہی تھا کہ میں آپ کے نوٹس میں یہ لاؤں اور آپ کے ذریعے اس واقعے کے متعلق کارروائی کروں ورنہ آپ کو پتا ہے کہ اس معاملے کو خود بھی handle کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں نے یہ جسارت کی کہ آپ کو privilege motion کی application دی ہے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The Privilege Motion as moved by honourable Senator Taj Haider stands referred to the Standing Committee on Rules of Procedure and Privileges.

ثانیہ نشتر نہیں آئیں؟ ان کی resolution تھی۔ کامران مرتضٰی صاحب کے آرڈر نمبر 25 کو defer کردیں۔ آرڈر نمبر 26، سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری صاحبہ۔ تشریف نہیں لائیں، defer کردیں۔ رضا صاحب کا کون سا بل ہے؟ مشتاق صاحب! آپ آرڈر نمبر 23 کی بات کررہے ہیں۔ وہ defer ہوگیا ہے، اب اس کو کل لیں گے۔ مشتاق صاحب! آج چھٹی کریں کیونکہ منسٹر نہیں ہیں۔ سرفراز صاحب! آپ جواب دے دیں گے۔ ٹھیک ہے جی۔

Order No.8, honourable Senator Mian Raza Rabbani, please move the Order.

Introduction of [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 2023]

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 2023].

Sir, this Bill pertains to deletion of Section 120(A) in the Schedule of the Criminal Procedure Code.

میرا ایک بل (PPC) Pakistan Penal Code کے سیکشن (A)120 کی deletion کے لیے پہلے ہی move ہوچکا ہے اور وہ اسٹینڈنگ کمیٹی سے منظور ہو کر سیکرٹریٹ کے پاس پڑا ہے۔ یہ اس بل کو compliment کرتا ہے۔

Mr. Chairman: Minister sahib, is it opposed?

Senator Sarfraz Ahmed Bugti: No Sir.

Mr. Chairman: I now put the motion to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The leave to introduce the Bill is granted. We may now take up Order No.9 which stands in the name of Senator Mian Raza Rabbani. He may please move it.

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to introduce a Bill further to amend the Code of Criminal Procedure,

1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 2023]. This Bill relates to the sedition.

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We now take up Order No.23 which stands in the name of honourable Senator Mushtaq Ahmed. He may please move the motion.

Motion under Rule 218 moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding the mushrooming of the social media apps offering online interest based loans in the country

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین ! شکریہ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان سوشل میڈیا ایپس کی بڑھتی ہوئی تعداد جو ملک میں سود پر مبنی قرضوں کی آن لائن پیشکش کرتے ہیں، کو زیر بحث لائے۔

جناب چیئرمین ! یہ معاملہ میں نے تین چار مہینے پہلے جمع کیا تھا، ایک تو سینیٹ کا اجلاس تاخیر سے ہوا، جس کی وجہ سے یہ issue تھوڑا تاخیر کا شکار ہوا لیکن یہ ایک بہت اہم issue ہے۔ جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ آئین کے آرٹیکل (F)38 میں سود کے خاتمے کی بات کی گئی۔ ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ سود کو جتنی جلدی ممکن ہوگا، ختم کرے گی۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر بابائے قوم قائداعظم کا جو خطاب تھا، اس میں بھی سود کے خلاف بات کی گئی۔ پھر 1982 سے 2022 تک چالیس سال کی ایک جدوجہد کی گئی۔ پھر فیڈرل شریعت کورٹ کا سود کے خلاف ایک فیصلہ آیا۔ بدقسمتی سے ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ہے لیکن سود کے خلاف فیڈرل شریعت کورٹ نے ایک تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا۔

جناب چیئرمین ! سود ایک اتنی بڑی لعنت ہے، اجتماعی اور انفرادی طور پر کہ اس سال 4.1 ٹریلین روپے پاکستان سود میں دے رہا ہے۔ اس ملک کا بال بال سود میں جکڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کی آزادی compromise ہو رہی ہے۔ سود وہ چیز ہے جس کو قرآن و سنت نے بہت واضح اور clarity کے ساتھ حرام قرار دیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ 'اللہ اور اس کا رسول ﷺ سود اور سود خوروں کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہیں۔' اس لیے پاکستان کے اندر سود کے لیے کوئی

گنجائش نہیں ہونی چاہیے لیکن بد قسمتی سے ہے، انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی۔ یہ غربت کا، طبقاتی تقسیم کا، استحصال کا اور ظلم کا سبب ہے۔ اس کے زیادہ تر شکار دیہاتوں میں غریب عوام ہیں اور اب online apps کے ذریعے طلبا اور طالبات اور تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔

جناب چیئرمین! یہ issue جو میں اٹھانا چاہتا ہوں، راولپنڈی کے علاقے چاکرہ کا ہے۔ یہاں کا رہنے والا ایک بیالیس سال کا نوجوان تھا جس کا نام محمود مسعود تھا۔ یہ تین بچوں کا باپ تھا۔ چھ ماہ سے بے روزگار تھا۔ گھر کا خرچہ نہیں چل رہا تھا تو اس نے 13 ہزار روپے ایک online app سے قرض لیے۔ قرض لینے کے بعد مقررہ تاریخ تک ادا نہ کرنے پر سود سمیت اس سے 50 ہزار روپے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس 50 ہزار کی ادائیگی کے لیے اس نے ایک اور online app سے 22 ہزار روپے کا قرضہ لیا۔ جب اس کو بھی ادا نہیں کیا گیا تو چھ ماہ میں وہ قرضہ جو 13 ہزار روپے سے شروع ہوا تھا، وہ 7 لاکھ روپے تک پہنچ گیا۔ یہ پاکستان کے اندر ایک بہت بڑا کاروبار ہے۔ جب وہ شخص وہ قرضہ ادا نہیں کر سکا اور اس کے سامنے کوئی راستہ نہیں تھا تو اس نے خودکشی کر لی۔ خودکشی سے پہلے اس نے جو message چھوڑا، وہ سوشل میڈیا پر بہت زیادہ viral ہو گیا تھا۔ میں اس سے ایک اقتباس سنا دیتا ہوں کہ اس نے اپنی اہلیہ اور تین بچوں سے، خودکشی سے پہلے، کیا پیغام چھوڑا۔ اس نے لکھا کہ 'میں اپنے والدین سے بھی معافی چاہتا ہوں کہ میں ایک اچھا بیٹا نہ بن سکا، آپ سے بھی کہ ایک اچھا شوہر نہ بن سکا۔ بہت سارے لوگوں کے سود کے پیسے میں نے دینے ہیں۔ اس صورتحال نے میرا جینا حرام کر دیا ہے۔ میری یہ خواہش تھی کہ اپنا گھر فروخت کر کے یہ سود ادا کروں لیکن اہلیہ کی طرف سے مجھے اجازت نہیں ملی۔' اس کے نتیجے میں اس نے خودکشی کر لی اور اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد جب صورتحال سامنے آئی تو پتا چلا کہ یہ تو ایک بہت بڑا کاروبار ہے اور معاشی دہشت گرد ہیں جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک بڑی تعداد میں غریب لوگ اور طلبا و طالبات ان کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے agents رکھے ہوئے ہیں۔ پولیس کو یہ پیسے دیتے ہیں۔ جس کو قرض دیتے ہیں، اس کے موبائل میں موجود ڈیٹا تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ اس کے ساتھ گھر والوں کی fake اور قابل اعتراض تصاویر بنا لیتے ہیں اور torture calls کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دفتروں میں torture calls کا ایک علیحدہ سیکشن بنایا ہوا ہے جو لوگوں

کوtorture کرتے ہیں۔ اس طرح یہ دس اور پندرہ ہزار روپے سود پر پیسے دے کر لاکھوں روپے وصول کر رہے ہیں۔ یہ کاروبار ہمارے اس ملک میں دن دہاڑے یعنیdaylight میں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ صورتحال بہت ہی افسوسناک ہے۔ مجھے بہت سے طلبا و طالبات نے فون کیا، مجھے بہت سے عام لوگوں نے فون کیا ہے کہ یہ mobile apps موجود ہیں۔ یہ لوگوں کو خود فون کرتے ہیں کہ ہم آپ کو تھوڑے سے سود پر قرضہ دیں گے۔ جب ایک مرتبہ لوگ ان کے جال میں پھنس جائیں، پھر وہ کسی صورت ان کے جال سے نہیں نکل سکتے۔ اس حوالے سے میں حکومت سے چند سوالات کرتا ہوں۔ ایک تو یہ SECP کی نااہلی اور نالائقی ہے۔ Mobile apps ان کے دائرۂ کار میں آتے ہیں اور ان کا mandate ہے۔ یہ mobile apps کیسے چل رہی ہیں؟ یہ illegal کام ہو رہا ہے۔ یہ کیسے معاشی دہشت گرد بن گئے ہیں؟ یہ کیسے لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں؟ یہ کیسے black-mailing کر رہے ہیں؟ یہ کیسے harassment کر رہے ہیں؟ یہ کیسے بچوں کو یتیم کر رہے ہیں؟ ایک تو ہمیں SECP کی تفصیل دی جائے بھلے آج نہ دیں لیکن یہ ریکارڈ منگوائیں کہ ان mobile apps کے خلاف SECP نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ انہوں نے کتنی ایسی mobile apps and bank accounts بند کیے ہیں؟

جناب والا! دوسری نااہلی FIA کی ہے۔ اس وقت FIA online harassment and online fraud کے حوالے سے مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ جو لوگ یہ کاروبار کر رہے ہیں، ان کے خلاف FIA نے کیا action لیا ہے؟ انہوں نے کتنی FIRs درج کی ہیں؟ انہوں نے کتنے لوگوں کے خلاف cases کو logical conclusion تک پہنچایا ہے؟ یہ ظلم ہے، یہ معاشی دہشت گردی ہے، یہ ایک بہت بڑی لعنت ہے جو ہمارے معاشرے میں پھیل چکی ہے اور اس سے بہت سارے غریب لوگوں کی زندگیاں خطرے میں ہیں۔ مہنگائی اور بے روزگاری کے مارے نوجوان اور نئی نسل ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں اور پھر وہ کسی صورت اس سے نہیں نکل سکتے۔ حکومت اس معاملے پر ایوان کو تفصیل کے ساتھ brief کرے کہ اس لعنت کے خاتمے کے لیے SECP, FIA and other law enforcement agencies کیا کر رہی ہیں، اس کی تفصیل بھی دی جائے۔ جناب والا! محمود مسعود والے case کی خصوصاً تفصیلات ہمیں بتائی

جائیں، اس حوالے سے mobile app اور جو company تھی، ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی ہوئی اور وہ کہاں تک پہنچی؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین: معزز وزیر داخلہ صاحب۔

Senator Sarfraz Ahmed Bugti, Caretaker Federal Minister for Interior

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: شکریہ، جناب چیئرمین! مشتاق صاحب نے بہت اہم معاملے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ ہم، آپ، سب کو پتا ہے کہ اب سارا crime, cyber crime کی طرف shift ہو رہا ہے۔ جناب والا! to be very honest, FIA کی cyber crime کے حوالے سے جو capacity ہے، اس پر نہ کسی نے توجہ دی ہے اور نہ اس طرف کسی نے سوچا ہے۔ ان کا بہت limited resources کے ساتھ ایک چھوٹا سا ادارہ بنا ہوا ہے جو کام کر رہا ہے، جس میں انہیں قوانین کے حوالے سے بھی بہت پریشانیاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب Parliament complete ہو گی تو یقیناً اس پر سوچے گی۔ جب اس طرح کی شکایت آئی تھی تو SECP کی registration کے علاوہ جو لوگ تھے، جتنی apps تھیں، ان کے خلاف action شروع کیا گیا۔ حکومت اور ہماری وزارت کی Google Play Store and Apple کے ساتھ بات ہو گئی ہے۔ جناب والا! 111 apps ایسی ہیں جنہیں blacklist کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! FIA نے سود کے حوالے سے جو کارروائیاں کی ہیں، ان میں تقریباً 1.8 billion rupees ضبط کر لیے گئے ہیں اور cyber crime کے تحت مقدمات درج کیے گئے ہیں جو court of law میں pending ہیں۔ مشتاق صاحب بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں کہ ان کا logical conclusion ہونا چاہیے، ہمیں انہیں prosecute کرنا چاہیے۔

جناب والا! ایک گزارش ہے کہ یہ جس specific case کے بارے میں بتا رہے ہیں، یہ میرے علم میں نہیں ہے، اگر بعد میں یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں گے تو ہم مل کر ان شاء اللہ اس کے culprits تک جائیں گے۔

جناب چیئرمین: مشتاق صاحب! ویسے اس پر already committee میں discussion ہو رہی ہے۔

The motion has been talked out. Fida Muhammad Sahib, sorry

آپ کو انتظار کرنا پڑا، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر فدا محمد: شکریہ، جناب چیئرمین! ابھی ایوان میں بازئی صاحب اور ترین صاحب نے جو بات کی ہے، اسی طرح تقریباً پانچ مہینے ہو گئے ہیں، یہاں چیئرمین کمیٹی بھی بیٹھے ہوئے ہیں، پرنس صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں، Secretary Petroleum نے ہمارے ایک معزز ممبر کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا تھا۔ ڈار صاحب ابھی چلے گئے ہیں، وہ تو کہہ رہے تھے کہ آپ باہر نہ جائیں۔ Secretary Petroleum اس buildingمیں آئے ہوئے تھے۔ جناب والا! کمیٹی کی seven meetings ہوئی ہیں جن میں Secretary Petroleum حاضر نہیں ہوئے۔ اس کے خلاف سب کچھ ہونے کے باوجود، اسے وہاں سے ایک اچھے departmentمیں as a Secretary بھیج دیا گیا ہے۔ بازئی صاحب اور دوسرے تین، چار ممبران رو رہے ہیں اور بات کر رہے ہیں تو پھر یہی حالات ہیں۔ آج تک ان کے خلاف in writtenکوئی actionنہیں ہوا ہے۔ کمیٹی نے یہاں تک کہا ہے کہ اس طرح کے آدمیوں کی posting, transfer نہ کی جائے اور انہیں آگے نہ بھیجا جائے۔ جناب والا! بہت افسوس کی بات ہے کہ کمیٹی میں بات ہونے کے باوجود چھ مہینوں سے ان کے خلاف کچھ نہیں ہوا۔ یہ ہمارے ایوان کی بات ہو رہی ہے، تمام سینیٹرز کی بات ہو رہی ہے۔ اس ایوان کا تقدس اور جو عزت پامال ہو رہی ہے، اسے کون بچائے گا، فرشتے تو نہیں ہوں گے۔ ہمارا تو اللہ ہی آسرا ہے اور اس کے بعد آپ ہیں، ہمارے ساتھ جو ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ معاملہ already committeeکے پاس ہے۔

سینیٹر پرنس احمد عمر احمد زئی: جناب والا! میں انہیں secondکرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی یہ معاملہ already Privilege Committee کے پاس ہے۔

سینیٹر فدا محمد: آپ اپنی طرف سے کوئی actionلیں، سینیٹرز کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: جی میں ضرور لوں گا۔ چیئرمین کمیٹی سے مشورہ کرکے اس پر کچھ کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ رضا ربانی صاحب! آج تو آپ بھی خاموش ہیں، یہ بڑی اچھی بات ہے۔ ثانیہ نشتر صاحبہ کی resolution ہے، وہ آج نہیں ہیں،.it is deferred

سینیٹر دلاور خان: جناب چیئرمین! میں نے ایک resolution پیش کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کی کیا resolution ہے بتائیں۔

سینیٹر دلاور خان: جناب والا! آج ایوان میں دہشت گردی کے حوالے سے باتیں ہوئیں، اسی حوالے سے میں اور میرے ساتھی ایک resolution لائے ہیں، اگر آپ اجازت دیں تو میں وہ move کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کی resolution کدھر ہے؟

سینیٹر دلاور خان: جناب والا! میں نے وہ resolution Secretariat میں جمع کروائی تھی۔

جناب چیئرمین: جی مجھے resolution دیں۔ وزیر صاحب! دلاور خان صاحب ایک resolution پیش کرنا چاہتے ہیں، آپ oppose تو نہیں کر رہے؟

سینیٹر سرفراز احمد بگٹی: جی نہیں جناب۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ایوان بھی دلاور صاحب کے ساتھ ہے۔

Yes Dilawar Sahib move the resolution.

<u>Resolution moved by Senator Dilawar Khan calling upon the Apex court to reconsider its decision regarding trials of civilians under the military courts with reference to 9th May incidents</u>

Senator Dilawar Khan: Thank you. I, Senator Dilawar Khan on behalf of Senator Manzoor Kakar and others;

> Resonating the concerns and sentiments expressed by various stakeholders in particulars and public in general, regarding the recent judgment of the Supreme Court that declared Section 2(D)(1) & 59 (4) of the Army Act unconstitutional;
>
> Taking exception to overriding an Act of Parliament, which was well within the

previous and existing scheme of constitutional and legislative framework and duly enacted under the legislative competence of the Parliament. *Prima facie* an attempt has been made to rewrite the law by impinging upon the legislative authority of the Parliament;

Reiterating that the trial of those accused of violence against the armed forces under the Army Act is an appropriate and proportional response in line with Pakistan’s existing constitutional framework and statutory regime. Within the country’s constitutional framework, the trial of individuals accused of anti-state vandalism and violence under the Army Act serves as a deterrent against such acts;

Firmly standing with the families of martyrs, who have made significant sacrifices for the country, and have expressed feelings of insecurity and treachery due to this decision. Their concern that absence of military court trial is likely to encourage or embolden those responsible for acts of terrorism due to lack of stringent justice in regular courts, is fully endorsed;

Noting with concern that judgment annuls the sacrifices made by martyrs of the armed forces, civilians and law enforcement agencies in combating terrorism. Military courts have played a significant role in addressing terrorism by ensuring that those responsible

for terrorist acts are brought to justice. However, this judgement while abandoning the spirit of martyrdom, grants lenient option to terrorists, anti-state actors, foreign agents, and spies to be tried in normal courts;

Dismayed that the Apex Court has not taken into consideration the existing procedures which make it abundantly clear that the sentences given by Military Courts are not arbitrary and are conducted following due process and formalities. While interpreting a certain provision, the overall scheme that the certainty of well deserved and warranted punishment, rather than its severity is a crucial deterrent, has been missed. The existence of an appeal process against the Military Courts orders, which involves appeal avenues with the Chief of Army Staff and the President, as well as the option to file writ petitions in the High Courts that may eventually reach the Supreme Court, has been overlooked. The provisions of the Army Act and underlying procedures ensure that the right to fair trial under Article 10A of the Constitution is not violated;

Reaffirming that 9^{th} of May will be remembered as a dark day in the history of the country and condemn the anti-state acts committed against the Armed forces, which the enemies of Pakistan cannot even dare to think of committing. The culprits of 9^{th} May,

who blatantly attacked defense installations and disgracefully dismantled memorials of martyrs, deserve no empathy or leniency rather they should be tried in Military Courts and stringent punishments be given to make them an example for internal and external enemies of Pakistan by creating a deterrence and upholding the supremacy of State;

Recalling that the amendment to the Army Act, specifically the addition of Section 2(1)(d) allowing for the trail of civilians who commit offences like attacking the military installations by Military Courts was carried in 1967. Civilians have been tried in the Military Courts in the past under this provision and sentences have also been duly carried out. More so, the previous decisions of the Apex Court have upheld trails under the Army Act by a majority. The Bench which announced the recent judgment was not in unanimity as opposed to the previous benches which upheld trials of civilians under the Army Act, hence the decision is legally flawed and should not be implemented unless it is considered by a larger bench;

Observing with apprehension that the invalidation of the jurisdiction of Army Courts is likely to facilitate vandals and abettors of terrorism and anti-state activities, Military Courts have played a pivotal role in delivering justice, particularly concerning acts of

terrorism, often instigated by neighboring adversaries within Pakistan's borders;

The Senate of Pakistan calls upon the Apex Court to reconsider its decision, urging alignment with the national security paradigm and sacrifices of the martyrs in order to address the concerns raised regarding the ramifications of the judgment on the security and stability of the nation."

Mr. Chairman: Minister for Interior, is it opposed?

Senator Sarfraz Ahmed Bugti: Mr. Chairman! No, it is not opposed.

Mr. Chairman: I, now put the Resolution before the House.

(At this stage, Senator Mushtaq Ahmed and Senator Mian Raza Rabbani started protesting against the Resolution)

(Later, the motion was carried)

Mr. Chairman: The Resolution is passed. The House stands adjourned to meet again on Tuesday, the 14th November, 2023 at 10:30 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday, the 14th November, 2023 at 10:30 a.m.]